

الهدى الكافي في حكم الضمائم

مكتبة علماء دار العلوم حيدرآباد

المجلد الأول

مكتبة دار العلوم

أعني حضرت مولانا محمد امجد الحسن
امام احمد رضا خان دہلوی

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alshazrai Network

الہاد الکاف فی حکم الضعاف

ضعیف حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت

ابن باتوہ کا ثبوت حدیث کے

پایا جائے وہ سب ایک ہلکے کی نہیں ہوتیں بعض تو اسس اعلیٰ درجہ قوت پر ہوتی ہیں کہ جب تک حدیث مشہور و مستتر نہ ہو
اسس کا ثبوت نہیں دے سکتے احادیث اگرچہ کچھ ہی قوت مسند نہایت صحت پر ہیں ان کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں۔
(عقائد میں حدیث احادیث اگرچہ صحیح ہو کافی نہیں) یہ اصول عقائد اسلامیہ ہیں جن میں خاص یقین و کار و عمل
تفازاتی رحمہ اللہ تعالیٰ شریعہ عقائد نسفی میں فرماتے ہیں۔

عبدالواحد علی تقدیر اشتغالہ علی جمیع
الشرائط المذكورة فی اصول الفقہ لا یغید
الا الظن ولا عیة بالظن فی بابہ الاعتقاد والحق
حدیث احادیث اگرچہ تمام شرائط صحت کے جامع ہو
ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات
کا کچھ اعتبار نہیں۔

مولانا علی قاری شیخ الرضی الارزہری فرماتے ہیں، الاحادیث لا تقیید الا اعتماد فی الاستعداد (احادیث

احادیث باریۃ اعتقادنا قابل اعتماد)۔

(دربارۃ احکام ضعیف کافی نہیں) دوسرا دوا حکام کا ہے کہ ان کے لیے اگرچہ اتنی قوت دہکا نہیں پھر بھی حدیث کا صحیح لذاتہ خواہ فقیر یا حسن لذاتہ یا کم سے کم فقیر ہونا چاہئے، جو علماء یہاں ضعیف حدیث نہیں سنتے۔

(فضائل مناقب میں با اتفاق علماء حدیث ضعیف مقبول و کافی ہے) تیسرا مرتبہ فضائل و مناقب کا ہے یہاں با اتفاق علماء ضعیف حدیث بھی کافی ہے، مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انھیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا، یہ فضل عطا کیا، تو ان کے مابین لینے کو ضعیف حدیث بھی بہت ہے، ایسی جگہ صحت حدیث میں کلام کر کے اسے پایہ قبول سے ساقط کرنا فرق نہ کرنا نہ جاننے سے ناشی، جیسے بعض جاہل بول اُٹھتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضعیفیت میں کوئی حدیث صحیح نہیں یہ ان کی نادانی ہے علماء محدثین اپنی اصطلاح پر کلام فرماتے ہیں، یہ بے کچھ خدا جانے کہاں سے کہاں سے جانتے ہیں، عز و جل کہ صحت نہیں پھر حسن کیا کم ہے، حسن بھی نہ کسی یہاں ضعیف بھی مستحکم ہے، رسالۃ قاری و مرقاۃ و شرح ابن حجری و تہذیب و تالیف امام سیوطی و قول مستدام مستوفی کی پانچ جلدیں اول دوم سوم و چہارم و پنجم میں گزریں، جہادیت تعلقات میں تقریر کی کہ نہ صرف ضعیف حدیث بلکہ کسی فضائل اعمال میں مقبول ہے، ہاں اگر اس میں ضعیف راوی کے ساتھ اپنے سے اوٹی کی مخالفت بھی ہوتی ہے کہ تنہا ضعیف سے کہیں بدتر ہے، امام اجل شیخ العلماء والعرفاء سیدی ابوطالب محمد بن علی قدس اللہ سرہ الملکی کتاب جلیل القدر عظیم الفوائد القلوب فی مناقب العرب

جلد ۱ و لا عبۃ بمن شد ۱۲ من (یعنی کسی شاذ شخص کا اعتبار نہیں۔ ت)

علیہ الاجماع الذکور فی الضعیف المطلق کما نحن فیہ ۱۲ من

علیہ مستدام امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفتیق و تنقیح فقیر کے رسالہ البشری العاجلۃ من تحف اجلۃ و رسالۃ الاحادیث الراویۃ لحدیث الامیر معاویہ و رسالہ المرثۃ الامراء و الاکرام لاول ملوک الاسلام و رسالۃ ذب الایہواء الواہیۃ فی باب الامیر مغویۃ و غیر ما میں ہے دفعتاً اللہ تعالیٰ بمنہ و کرمہ لتہیقہا و تہیئہا و نفعہا و لبنا و نقصانہا یعنی امۃ الاسلام بفہمہا و تقہیہا امین باعظم القدرۃ و اسم الرحمة امین صلی اللہ تعالیٰ و بارک علیہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ و سلم ۱۲ عند رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

علیہ فی فصل الحادی و الثلثین ۱۲ من

سہ شیخ الرضی الارزہری شرح فقہ اکبر الانبیاء منہ رحمہ عن الکیار و الصغائر مصطفیٰ البابی مصر ص ۷۷

میں فرماتے ہیں،

الاحادیث فی فضائل الاعمال وتفضیل الاصحاب
متقبلة محتملة علی کل حال متطابعا وراسیحا
لا تعارض ولا تردد، كذلك كان السلف
یفعلون۔
فضائل اعمال و تفضیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی
حدیث کی کسی ہی ہول ہر حال میں مقبول و مانور ہیں مطلق
ہوں خواہ مرسل نہ اُن کی مخالفت کی جائے نہ انہیں
رد کریں، اُنہ سلف کا یہی طریقہ تھا۔

امام ابو زکریا نووی ازربعین پھر امام ابن حجر مکی شریف مشکوٰۃ پھر مولانا علی قاری مرقاۃ و حرز شریف حصین
میں فرماتے ہیں،

قد اتفق الحفاظ ولفظ الاصحاب قد اتفق العلماء
علی جواز العمل بالحديث الضعیف فی فضائل
الاعمال ولفظ المحرر لجواز العمل به فی فضائل
الاعمال بالاتفاق۔
فجاءت بشرة الاربعین میں ہے،

لانہ ان كان صحيحا في نفس الامر فقد اعطى
حقه من العمل به، والا لم يرتب على العمل
به مفسدة تحليل ولا تحريم ولا ضياع حق
لغيره وفي حديث ضعيف من بلفظ عني ثواب عمل
فعله حصل له اجر وان لم اكن قلته او كما
يعني حديث ضعيف في فضائل اعمال من عمل اس بے شک
ہے کہ اگر واقع میں صحیح ہوئی جب تو جو اس کا حق تھا اس پر
پر عمل کیا جائے حق ادا ہو گیا اور اگر صحیح نہ ہو تو اس پر
عمل کرنے میں کسی تکلیف یا تحريم یا کسی کی حق تلفی کا مفسدہ تو
نہیں اور ایک مذہب ضعیف میں آیا کہ حضور اقدس

علیہ السلام تحت حدیث من حفظ علی اربعین حدیث قال النوی طرقہ کلہا ضعیفہ ۱۲ منہ (م)
علیہ السلام فی شرح الخطیبة تحت قول النعت رحمہ اللہ تعالیٰ ان اسرجوان یکون جیم صافیہ صحیحاً ۱۲ منہ (م)
علیہ السلام فی شرح الخطیبة ۱۲ منہ رحمی اللہ تعالیٰ منہ (م)

۱۷۹	طیبر دارصاد مصر	فعل الحادی والعشرون	سلف قت القلوب فی مسائلہ المحبوب
ص ۴	مصطفیٰ البانی مصر	خطیبة الکتاب	سلف شرح اربعین نووی
ص ۲۳	فولکشور گھنٹو	شرح طبری کتاب	سلف حرز شریف مع حصین

قال واشار المصنف رحمه الله تعالى بحكاية
الاجماع على ما ذكره الى الورود على من ساءزع
فيه الخ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جسے مجھ سے کسی عمل پر
ثواب کی خبر پہنچی وہ اس پر عمل کرے اُس کا اجر اُسے حاصل
ہو اگرچہ وہ بات واقع میں میں نے نہ فرمائی ہو۔ لفظ حدیث
کے یونانی ہیں یا جس طرح حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائی، امام قزوینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نقل اجماع
علمائے اشارة فرمایا جو اس میں نزاع کرے اُس کا قول مردود ہے الخ
مقاصد میں ہے،

قد قال ابن حيد البرافهم يتساهلون في
الحديث اذا كان من فضائل الاعمال الخ
امام محقق علی الاطلاق فتح القدير میں فرماتے ہیں،
الضعيف غير الموضوع يعمل به في فضائل
الاعمال الخ
بے شک ابو عمرو ابن حید البرافہم نے کہا کہ علماء حدیث میں تساہل
فرماتے ہیں جب فضائل اعمال کے بارہ میں ہو۔
یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جائے گا
بیس آنا چاہئے کہ موضوع نہ ہو۔
مقدم امام ابو عمرو ابن الصلاح و مقدم جوبانیر و شرح
تدريج الراوي میں ہے،

واللفظ لهما يجوز عند اهل الحديث وغيرهم
التساهل في الاسانيد الضعيفة ورواية ما في
الموضوع من الضعيف والعمل به من غير بيان
ضعفه في فضائل الاعمال وغيرها مما لا تعلق له
بالعقائد والاحكام ومن فعل عنه فذلك امر منبئ
وابن مهيدي وابن المبارك قالوا اذا روي
محدثين وغيرهم علماء كثر في حديث ضعيف سندول في تساهل اول
سے انما ضعف موضوع کے سوا ہر قسم حدیث کی روایت
اور اس پر عمل فضائل اعمال وغیرہ امور میں جائز ہے
جنہیں عقائد و احکام سے تعلق نہیں، امام احمد بن حنبل
و امام عبد الرحمن بن حمدی و امام عبد اللہ بن مبارک
وغیرہم اکثر سے اس کی تصریح منقول ہے کہ فرماتے جب

عنه ذكره في مسألة تعديدها الا درج ۱۲ من ۱۲ (د م)
حاصب درجہ و تقویٰ کی تقدیم میں اس کا بیان ہے ۱۲ مرتبہ

سنة فتح المبين شرح الاربعين
سنة المقاصد الخ
سنة فتح القدير باب الامانة
مطبوعہ دار الكتب العلمية بيروت
- نوید رضویہ سکھر
ص ۲۰۵
۳۰۳/۱

فی الحلال والحرام شدیدا و اذا امر وینافی الفضائل
و نهوھا تساهلًا و ملخصًا۔
ہم مطالع و حرام میں حدیث روایت کریں سختی کرتے ہیں اور
جب فضائل میں روایت کریں تو نرمی اور ملخصاً۔

امام زین الدین عراقی نے اقیقۃ الحدیث میں جہاں اس مسئلہ کی نسبت فرمایا عن ابن مہدی وغیر واحد
(یعنی امام ابن مہدی وغیرواکر سے ایسا ہی منقول ہے) وہاں شارح نے فتح المغیث میں امام احمد و امام ابی یوسف
و امام ابی ہریرہ و امام سفینہ ثوری و امام ابن عیینہ و امام ابو زکریا غنیری و حاکم و ابن عبد البر کے اسماء و اقوال
نقل کیے اور فرمایا کہ ابی جریج مدنی نے کامل اور غیبی نے کفایہ میں اس کے لیے ایک مستقل باب وضع کیا۔ غرض مسئلہ
مشہور ہے اور نصوص نامحصور اور بعض دیگر عبارات جلیلہ افادات آسنہ میں مسطور ابن شہارۃ اللہ العزیز الغفور۔
تذہیب میل کبرائے و بابہ بھی اس مسئلہ میں اہل حق سے موافق ہیں، مولوی غلام علی رسالہ دعا میں لکھتے ہیں،
فضائل و فضائل اعمال و فیما نحن فیہ باتفاق ملّا معلول فضائل اعمال میں اور جس میں ہم گفتگو کر رہے ہیں اس میں
بہا است۔ الخ میں باتفاق علما ضعیف حدیثوں پر عمل درست ہے الخ

مطاہر حق میں رادی حدیث صلاۃ و آجین کا منکر الحدیث ہوتا امام بخاری سے نقل کر کے لکھا، اس حدیث کو
اگرچہ ترمذی وغیرہ نے ضعیف کہا ہے لیکن فضائل میں عمل کرنا حدیث ضعیف پر جائز ہے الخ
اسی میں حدیث فضیلت شب برات کی تضعیف امام بخاری سے نقل کر کے کہا، یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے
لیکن عمل کرنا حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں باتفاق جائز ہے الخ

افادۃ شہد ہم فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے حدیث ضعیف ثبوت
استحباب کے لیے بس ہے۔ امام شیخ الاسلام ابو زکریا نعم اللہ تعالیٰ نے بکرات کتاب الادکار المنقوبہ میں کلام شیخ دار
عقل فعل هذه البعائر الثلاثة مع حق اصحابنا
و زینۃ اصحابنا آجہ القول محب الرسول صولانا
القولی عبد القادر ابی بکر اودام اللہ تعالیٰ فیضہ
فی کتابہ سیف الاسلام السلو علی المنافع فعل المولد
و القیام ۱۲ منہ (دہ) کی ہیں ۱۲ منہ (دہ)

عقلہ اول کتاب ثالث فصول العقدة ۱۲ منہ (دہ) یہ کتاب کے شروع میں مقدمہ کی تیسری فصل میں ہے ۱۲ منہ (دہ)

رہ تدریس الراوی قبیل نوع الثالث والعشرون مطبوعہ دار المکتب الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱
رہ رسالہ دعا تیر مولوی غلام علی
رہ مطاہر حق باب المسخ و فضائلہا مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ۷۶/۱
رہ مطاہر حق اردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف باب قیام شہر رمضان مطبوعہ دار الاشاعت کراچی ۸۴۳/۱

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

قال العلماء من السعدین والفقہاء وغیرہم
يجوز ويستحب العمل في الفضائل والغریب
والترہیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن
موضوعاً۔
محمد بن وقحا وغیرہم علما نے فرمایا کہ فضائل اور نیک
بات کی ترغیب اور بری بات سے خوف دلانے میں
حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جبکہ موضوع
نہ ہو۔

بعینہا میں الفاظ امام ابن البہائم نے اعتدال الضعیف کی تحقیق کلام التوحید پھر عارف ہاں سیدہ عبد الفتی
ناجسی نے حدیث تیر شرعاً طریقہ کبیر میں نقل فرمائی، امام فقیر النفس محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں،
الاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع (حدیث ضعیف سے کہ موضوع نہ ہو فعل کا مستحب ہونا ثابت
ہو جاتا ہے) علامہ ابراہیم علی غلیہ المستمل فی شرح غیۃ المصلیٰ میں فرماتے ہیں،

(استحب ان یسبح یدہ بعد یلی بعد الضما)
لما روت عائشة سہنی اللہ تعالیٰ عنہا قالت کان
لنبی مصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مفرقة
یتنشف بها بعد الوضوء، رواہ الترمذی
وهو ضعیف ولكن يجوز العمل بالضعیف فی
الفضائل۔
دشکار و مال سے بدن نہ چھننا مستحب ہے کیونکہ ترمذی نے
ام المومنین حدیث رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی کہ
عنہ روایت فرمائی کہ اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو کے بعد
دو ہاتھ سے دھواں مبارک صاف فرماتے۔ ترمذی نے
روایت کیا یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں
ضعیف پر عمل روا۔

مولانا علی قاری موضوعات کبیر میں حدیث مسیح گراں کا ضعف بیان کر کے فرماتے ہیں،
الضعیف یصل بہ فی الفضائل الاعمال اتفاقاً
قضاکی اعمال میں حدیث ضعیف پر بالاتفاق عمل

علاء او اخر الفصل الثانی من باب الاول ۱۲ منہ (د)
علاء قبیل فصل فی حمل الجنائزۃ ۱۲ منہ (د)
علاء فی سنن الفصل ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د)
باب اول فی فصل ثانی کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (د)
فصل فی حمل الجنائزہ سے متعلق اپنے اس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (د)
سنن میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (د)

سہ کتاب از کتاب التمشید من کلام سیدہ ابراہیم علیہ السلام
سہ فتح القدیر فصل فی الصلاة علی المیت
سہ تحفۃ المستمل فی شرح غیۃ المصلیٰ سنن الفصل
مطبوعہ دار الفکر البغدادیہ ص ۹۵/۶
مطبوعہ نوریہ رشیدیہ سہ
سہیل اکیڈمی لاہور ص ۵۲

ولذ اقال انتمنا ان مع الرقة مستحب او
سنة۔
کیا جاتا ہے اسی لیے ہمارے اکثر کام نے فرمایا کہ وضعیں
گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

امام جلیل جلال سیر علی طرک الشریا باظہار ما کان خفیاً میں فرماتے ہیں،
استحبہ ابن الصلاح و تبعہ النووی نظر الی
ان الحدیث الضعیف یتصاح بہ فی فہائل
الاحمال۔
تلفیق کو امام ابن الصلاح پھر امام نووی نے اس نظر سے
مستحب مانا کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کے
ساتھ نرمی کی جاتی ہے۔

عقلمعنی جلال دوائی رحمہ اللہ تعالیٰ العرفۃ العلوم میں فرماتے ہیں :
الذی یصلح للتعمیل علیہ ان یقال اذا وجد
حدیث فی فضیلة عمل من الاحمال لا یحتمل
الحرمة و انکراہیة یجوز العمل بہ و یستحب
لانہ مامون الخطر و مرجو النفع۔
اعتماد کے قابل یہ بات ہے کہ جب کسی عمل کی فضیلت
میں کوئی حدیث پائی جائے اور وہ حرمت و کراہت
کے قابل نہ ہو تو اس حدیث پر عمل جائز و مستحب ہے
کہ اندیشہ سے امان ہے اور نفع کی امید۔

اندیشہ سے امان یوں کہ حرمت و کراہت کا عمل نہیں اور نفع کی امید یوں کہ فضیلت میں حدیث مروی اگرچہ ضعیف
ہی سی۔

اقول و باللہ الترفیق بلکہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کے معنی ہی یہ ہیں کہ استحباب مانا جائے

علیہ نقلہ بعض العصریین و هو فیما تروی ثقتہ فی التثقل ۱۷ منہ (م)
علیہ نقلہ العلامة شہاب الخفاجی فی نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض فی شرح الادیباجة
حدیث روی المصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ بسندہ الی ابی داؤد حدیث من سئل عن علم فکتمہ الحدیث و
لمحقق ہمنا کلام طویل نقلہ الشارح ملاحظہ و تاخرہ بما ہو من اخرج فیہ و اوجہ مع المحقق فی
عامۃ ما ذکرہ و لا تخشیہ الاطلاق لا یتبا بکلامہا مع مالہ و علیہ و لکن سنشیر ان شاء اللہ تعالیٰ
الی اخرین لیسیر یظہر بہا الصواب بعون الملک الوہاب ۱۲ منہ یعنی اللہ تعالیٰ عنہ (م)

۶۳ ص	مطبوعہ مجتہبی دہلی	حدیث مسیح الرقۃ	ملک موضوعات کبیر
۱۹۱/۲	دار الفکر بیروت		ملک الحادی للفتاویٰ خفیا
۳۳/۱	مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان	دیباچہ	ملک نسیم الریاض شرح شفاء

در نفس جواز و احسانت اباحت و انعام نہی شرعی سے آپ ہی ثابت، اُس میں حدیث ضعیف کا کیا دخل ہوا، تو
 لا جرم وہ حدیث کے سبب جانبِ عمل کو ترجیح دینے کی حدیث کی طرف استنادِ تحقیق اور اُس پر عمل ہونا صادق ہو اور یہی معنی
 استحباب ہے، آخر نہ دیکھا کہ علامہ علی و علامہ قاری نے اسے عمل و جوازِ عمل کو دلیل و ثبوت استحباب قرار دیا اور امام
 محمد محمد گلابی امیر الحاج نے مقام اباحت میں اُس سے تمسک کو دہرے ترقی و اولیت میں رکھا کہ جب اُس پر عمل ہوتا ہے
 تو ثبوت اباحت تو بدفعہ اولیٰ اس سے کھل گیا کہ اُس پر عمل کے معنی نفس اباحت سے ایک زائد و بالاتر چیز ہے اور وہ
 نہیں مگر استحباب و هذا ظاہر لیس دونہ حجاب (امیر ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ ت) علیہ
 شرع فیہ میں فرماتے ہیں،

الجمہور علی العمل بالحديث الضعیف الذی
 لیس بموضوع فی ضمان الاعمال فهو فی ابقاء
 الاباحة السی لم یتم دلیل علی اشتغالها
 حصا فیما نحن فیہ اجدد
 امام ابو طالب مکی قوت القلوب میں فرماتے ہیں،

الحديث اذا لم ینافذ کتاب و سنة و ان لم
 یشهد له ان لم یخرج تاویلہ عن اجماع
 الامة، فانه یوجب القبول والعمل بقوله
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیف و قد
 قیل
 حدیث جب قرآن حکیم یا کسی حدیث ثابت کے منافی نہ ہو
 اگرچہ کتاب و سنت میں اس کی کوئی شہادت بھی نہ ملے،
 تو بشرطیکہ اُس کے معنی مخالف اجماع نہ پڑتے ہوں اپنے
 قبول اور اپنے اوپر عمل کو واجب کرتی ہے کہ حضور شرف عالم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کیونکر نہ مانے گا
 حدیث کہہ کر چلے گا۔

یعنی جب ایک راوی جس کا کتبہ یقینی نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک بات کی خبر دیتا ہے اور اُس

علہ سنن الفضل مسئلۃ المتحدیل ۱۲ منہ (م)
 سنن شمس میں رجال کے مسئلہ میں اس کو ذکر کیا ہے (ت)
 علہ فی الفصل الحادی والثلاثین ۱۳ منہ (م)
 اکثر سیر فی فضل میں اس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

سہ علیہ العمل شرع فیہ المصلی
 قوت القلوب الفصل الحادی والثلاثون باب تفضیل الاخبار مطبوعہ المطبعة المیسیعیہ مصر ۱/۱۴۴

اور میں کتاب وسنت و اجماع امت کی کچھ مخالفت نہیں تو نہ ماننے کی وجہ کیا ہے۔

اقول اما قوله قدس سرہ یوجب " **اقول** امام ابو طالب مکی قدس سرہ کے قول
 فكل ما نهى الله انكذ كما تقول لبعض اصحابك
 حقه واجب على فقال في الدر المختار لا
 المسلمين توارثوه فوجب اتباعهم او ان ملحقه
 الى ما عليه السادات المجاهدون من الائمة
 والعرفية قدسنا الله تعالى باسرارهم الصفة
 من شدة تعاهدهم للمستحبات كانها
 من الواجبات وتوقيهم عن المكروهات بل و
 كثير من المباحات كانهم من المحرمات او ان
 هذا هو المذهب عنده فانه قد سمع سرهما
 فيما نرى من المجتهدين وحق له ان يكون
 منهم كما هو شأن جميع الراصدین الى غیر
 الشريعة الکبری وان انفسوا اظهروا الى احد
 من ائمة الفتوى حکما بینه العاديت بالله
 سيدى عبد الوهاب شعرانى في الميزان والله
 تعالى اعلم بمبدأ اهل العصر فان
 سيدى عبدالوهاب شعرانى نے میزان میں تفصیل گفتگو کی ہے اور اللہ تعالیٰ اہل معرفت کی مراد کو زیادہ بہتر
 بہتر جانتا ہے۔ (د ت)

علیہ آخرباب العیدین ۱۲ من ریحی اللہ تعالیٰ عنہ (د ت) باب العیدین کے آخر میں اس کا ذکر ہے (د ت)
 علیہ فی فصل فان قال قائل فہل یجب عندکم علی المقلد ان قال قائل کیف الوصول الی الاطلاق
 علی مین الشریعة المطہرة الخ فی غیرہما ۱۲ من ریحی اللہ تعالیٰ عنہ (د ت)

سہ در مختار باب العیدین مطبوعہ مستبائی دہلی ۱۱۷/۱
 مے المیزان الکبریٰ فصل ان قال قائل کیف الوصول الخ مطبوعہ مصطفیٰ البابائی مصر ۲۲/۱

فرماتے ہیں ،

ما جاءكم عن من خير قلته اولم اقله فاني اقولہ
وما جاءكم عن من شره فاني لا اقول الشر

تھیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ وہ میں نے فرمائی
ہو یا نہ فرمائی ہو میں اسے فرماؤں اور جس بُری بات
کی خبر پہنچے تو میں بُری بات نہیں فرماتا۔

ابن ماجہ کے نظیر ہیں ،

ما قيل من قول حسن فانا قلته .

جو نیک بات میری طرف سے پہنچائی جائے وہ میں نے
فرمائی ہے ۔

فقہ کی روایت یوں ہے ،

خذوا به حدثت به اولم احدث به

اُس پر عمل کرو چاہے وہ میں نے مندرجائی ہو
یا نہیں ۔

وقال ابن ثوبان مرفوعاً رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم وعن ابن عباس رضي الله
تعالى عنهما (اِسم بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آثار) کہ :۔ خاتم حضرت ثوبان اور حضرت
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہی روایت ہے ۔ تا
قلی اپنے فرائد میں حمزہ بن عبد المجید رحمہ اللہ سے روایت ہے

روایت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
في نومني العجبر وقلت يا بني انت واثم
يا رسول الله انه قد بلغك عنك قلت من
سمم حديثا فيه ثواب فعمل بذلك الحديث
مرجاء ذلك الثواب اعطاه الله ذلك الثواب
وان كانت الحديث باطلا فقال
اى ورب هذه البلدة انه لم يخب و

میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو
خواب میں جیم کعبہ معظمہ میں دیکھا عرض کی یا رسول اللہ
میرے مال یا یہ حضور پر قربان ہیں حضور سے حدیث
پہنچی ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی
حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اُس
حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عز وجل اسے
وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو حضور اکرم

۱/۳۶۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت مرویات ابی ہریرہ
۱/۳۶۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت مطبوعہ دار الفکر بیروت
۱/۳۶۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت مطبوعہ دار الفکر بیروت
۱/۳۶۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت مطبوعہ دار الفکر بیروت

انا قلت سید
 کا کہ شک یہ حدیث مجھ سے ہے اور میں نے منسہاتی ہے، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔
 ابوہریرہ اور طرائق میں اوسط میں سید ابی حمزہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں،

من بلغنا عن رسول الله تعالى فضيلة فلن يصدق بها لم ينهنا
 جسے اللہ تعالیٰ نے کسی فضیلت کی خبر پہنچے وہ اسے نہ مانے
 اس فضیل سے محروم رہے۔

ابوہریرہ بن عبد البر نے حدیث مذکور روایت کر کے فرمایا،
 اهل الحديث جميعا عظميتا هلمون في الفضائل
 تمام علمائے محدثین احوادث فضائل میں نرمی فرماتے
 فیروہو ہما عن کل وانما يتشددون في احاديث
 انھیں ہر شخص سے روایت کر لیتے ہیں، ہاں
 الاحکام میں سختی کرتے ہیں۔

ان احادیث سے صحاح ظاہر ہوا کہ جسے اس قسم کی خبر پہنچی کہ جو ایسا کرے گا یہ فائدہ پائے گا اسے چاہیے
 نیک نیتی سے اس پر عمل کرے اور تحقیق محنت حدیث و تفاسیر سند کے پیچھے نہ پڑے وہ ان شاء اللہ اپنے حسن بیگ اس نفع
 کو پہنچے ہی جائیگا اقوال میں جہت کمئس نہایت، بحال ظاہر ہو کر بعد ثروت بطلان، بجا امید کے کوئی غم نہیں۔
 لقول الحديث وان لم يكن ما بلغه حقا ونحوه
 تو حدیث کے یہ الفاظ "اگرچہ جو حدیث اسے پہنچی وہ حتی
 انما يصح به في نفس الامر كما بعد العلم به و
 نہ ہو" اس کی مثل دوسرے الفاظ "اس سے مراد
 هذا واضح جدا اعتبرت ولا تنزل۔ نفس الامر سے ذکر بعد از حصول علم۔ اور یہ بہت ہی واضح ہے اسے یاد رکھو،
 اور وہ اس علمائے فضل کی نہایت ظاہر کہ حضرت حق عزوجل اپنے بندہ کے ساتھ اس کے گمان پر معاملہ فرماتا ہے،
 حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت فرماتے ہیں کہ کوئی سبھا نہ تو تعالیٰ فرماتا ہے کہ
 انما عند الله صديقي (میں اپنے بندہ کے ساتھ وہ کرتا ہوں جو بندہ مجھ سے گمان رکھتا ہے) رواہ البخاری و مسلم
 والترمذی والنسائی وابن ماجہ عن ابی ہریرۃ والحا کہ مصنفہ عن انس بن مالک (اسے بخاری، مسلم، ترمذی،

ابن ماجہ، ترمذی،

مسند ابوہریرہ، انس بن مالک، حدیث ۳۴۲۰
 منہجہ دار القبول و القضاۃ ۱۳۵۱ھ سعودی عرب ۳۸۴/۲
 کتاب التوبہ
 لا ابن عبد البر
 منہجہ قیدی کتب خانہ کراچی
 ۳۵۲/۲

نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابیہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اور عاکم نے حضرت انس بن مالک سے مناسبت سے روایت کیا۔
 دوسری حدیث میں یہ عبارت درآئے ہے: "خَلِيفَتِي حَاشَا" (اب جیسا چاہے مجھ پر لگان کرے) اخرجه
 الطبرانی فی الکبیر والحاکم عن واثلة بن الاسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح (اسے تہرانی نے
 صحیح کبیر میں اور عاکم نے حضرت واکم بن اسحق سے بسند صحیح روایت کیا ہے۔ ت)

تیسری حدیث میں یوں زیادت ہے: "ان ظن خيرا فله وان ظن شرا فله" (اگر جملگان کرے گا
 تو اس کے لیے بھلائی ہے اور بُرائی کرے گا تو اس کے لیے بُرائی) مرواہ الامام احمد عن ابی ہریرہ
 مرضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند حسن علی الصحیح ونحوه الطبرانی فی الاوسط والوفعی فی المعجم
 عن واثلة مرضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام احمد نے سند حسنی سے صحیح قول پر حضرت ابیہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 اور اس کی مثل تہرانی نے اوسط اور ابوالخیر نے علیہ میں حضرت واثلة رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)
 جب اُس نے اپنی صدق نیت سے اس پر عمل کیا اور رب جل جلالہ سے اُس کی امید کی تو مولیٰ تبارک و تعالیٰ نے
 ان کو انوار میں سے اُس کی امید سے نکرے گا اگرچہ حدیث واضح میں کسی ہی ہو۔ واللہ الحمد فی الاولی والاخری
افادہ نوردہم (عمل کسی خواہے کہ ایسی ملکہ حدیث ضعیف مقول سے) وباللہ التوفیق۔ عقل اگر علم

ہر توان نصوحی و نقول کے علاوہ مذکور بھی نوہائی ہے۔ راہی بد ضعیف حدیث متبر اور اس کا ضعف مفقور کہ سند میں
 کتنے ہی نقصان ہوں آخر طلاق پر یقینی تو نہیں فان الکذب قد یصدق (بڑا جھوٹا بھی کہی جاتا ہے) تو کیا
 معلوم کہ اس نے یہ حدیث ضعیف ہی روایت کی ہو۔ مقدمہ امام ابو ظفر علی الدین شہرزدی میں ہے:

اذا قلنا فی حدیث انہ یغیر صحیحہ خلیس ذلك
 قطعاً بالہ کذب فی نفس الامر اذ قد یكون
 صدقاً فی نفس الامر وانما الصواب لیس بصدق
 اسنادہ علی الشرط المذكور
 محدثین جب کسی حدیث کو غیر صحیح بتاتے ہیں تو یہ اس کے
 فی الواقع کذب پر یقینی نہیں ہوتا اس لیے کہ حدیث
 غیر صحیح بھی واقعی میں سچی ہوتی ہے اس سے تو کسی مراد
 ہوتی ہے کہ اُس کی سند اس شرط پر نہیں جو محدثین نے
 صحت کے لیے مقرر کی۔

تقریب و تدرب میں ہے:

اذین حدیث ضعیف، فضعفہم لیس بصدق
 لہ المستند علی الصحیحین علی کم کتاب التوبہ والایاتہ
 ثلث مسند الامام احمد بن حنبل مسند ابی ہریرہ
 سنی مقدمہ ابن الصلاح النور الاول فی معرفۃ الصحیح
 کسی حدیث کو ضعیف کہا جائے تو معنی یہ ہیں کہ اس کی
 مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان ۲۴۰/۲
 بیروت - ۲۹۱/۲
 خارجہ کی کتاب خانہ لندن ص ۸

استادہ علی الشرح الصمدی کہ کذب فی نفس الامر لجوارحہ و کذب فی نفس الامر لکلامہ۔
 کہ جو کچھ نے سچ کولا جوارحہ لفظاً

(تصحیح و تضعیف صرف بنظر ظاہر ہیں واقع میں ممکن کہ ضعیف صحیح ہو و بالعکس) محقق بیہش اطلق قیاس میں فروستے ہیں،

ان وضعف الحسن والصحیح والضعیف الاسما
 ہو باعتبار الاستدلال اما فی الواقع فیجوز عطف
 الصحیح و صحیفۃ الضعیف۔
 اسی میں ہے،

لیس معنی الضعیف الباطل فی نفس الامر بل
 ما یثبت بالشروط المعتمدة عند اهل الحديث
 مع تھریز کہ نہ صحیحاً فی نفس الامر فیجوز
 ان یقتل قریئۃ تحقق ذلك، وای راوی
 الضعیف اجاد فی هذا الثمن المعین فی حکم
 بیہ۔
 ضعیف کے یہ معنی نہیں کہ وہ واقع میں باطل ہے بلکہ
 یہ کہ جو شرطیں اہل حدیث نے اعتبار کیں ان پر نہ آئی
 اس کے ساتھ جائز ہے کہ واقع میں صحیح ہو، تو ممکن کہ
 کوئی ایسا قیاس طے فرماتا کہ وہ صحیح ہے اور
 راوی ضعیف سے یہ حدیث خاص اچھے طور پر راوی ہے
 اُس وقت باضعف ضعیف راوی اس کی صحت کا حکم
 کر دیا جائے گا۔

موضوعات کبریٰ میں ہے،

المحققون علی ان الصحیحة والحسن والضعف
 انما هی من حیث الظاہر فقط مع احتساب

علہ مسألة التخیل قبل المضرب ۱۲ منہ (م)
 علہ مسألة السجود علی کور العمامة ۱۲ سرخندہ نقلاً منہ (م)

لے تدریب الراوی شرح تقریب الراوی المزیج مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ لاہور ۱/ ۵۵ تا ۵۶
 مکتبہ فقہ الفقیر باب التواضع مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۸۹
 مکتبہ " باب صفۃ الصلاة " " " ۱/ ۲۶۶

کون الصحیحہ موضعہا و عکسہ کذا افسادہ اور مضمون صحیح، جیسا کہ شیخ ابن حجر مکی نے اس میں وہ
الشیخ ابن حجر المکی۔

اقول (احادیث ادویا کے کلام کے متعلق نفیس خانہ) یہی وجہ ہے کہ بہت احادیث جنہیں محدثین کرام
اپنے طور پر ضعیف و نامعتبر قرار دیتے تھے ان کے طلب عرفائے رب ان کے عارفین و سادات و مکاشفین قدس سرہ اللہ تعالیٰ
باسرارہم الجلیلہ و نور کلماتہم باقرارہم الجلیلہ انہیں مقبول و معتبر بنا دیتے اور بعضی جرم و قطع حضور پر نور صلیہ عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت فرماتے اور ان کے علاوہ بہت وہ احادیث تازہ لائے جنہیں علماء اپنے زبرد و فحاشی
کہیں نہ پاتے، ان کے یہ علوم انہیں بہت ظاہر نہیں کر نفع دینا و رکنا رکھنے باعث طعن و وہ قیست و جرح و اذیت
ہو جاتے، حالانکہ العظمیٰ و جہاد اللہ ای طاعتین سے بدرجہا اتقی اللہ و اعلم باللہ و اشد ترقیاً فی القول من رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (حالانکہ وہ ان طعن کرنے والوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے خوف رکھنے والے، اللہ تعالیٰ
کے بارے میں زیادہ علم رکھنے والے، سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کسی قول کی نسبت کرنے میں بہت
احتیاط کرنے والے تھے۔ مگر)۔ لیکن

کل حزب بداندیہم فرعون و رسلہ اور ایک گروہ اپنے موجود پر خوش ہے اور تیار ہے
اعلم باللہ متدین۔
میزان مبارک میں حدیث،

اصحابی کا نجوم یا ہم اقتدیہم اقتدیہم
میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی
اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (ت)

کی نسبت فرماتے ہیں،
هذا الحديث و ان كان فيه مقال عند المحدثين اس حدیث میں اگرچہ محدثین کو گفتگو ہے

عنه فی فصل مان (دہی احمد من السماء فوق هذا المیزان ۱۳۷۵ م)

سہ موضوعات کیر لہ علی قاری زیر بحث من بلغه عن اللہ شہا ۱/ مطبوعہ مکتبۃ بیروتی دہلی

سہ القرآن ۲۳/۵۳ و ۲۰/۲۲

سہ القرآن ۹۸/۴ و ۱۹/۱۴ و ۹/۱۱۴

سہ المیزان الکبریٰ فصل مان اولیٰ اصحاب العلماء اور مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر ۳۰/۱

فہرست صحیحہ عبد اہل الکشف

کشف الغم عن جمیع الامور فی ارشاد فرمایا،

کان حبلى الله تعالى عليه وسلم يقول من صلى
على طهر قلبه من السقا، كما يطهر الثوب
بالماء، وكان صلى الله تعالى يقول من قال
صلى الله على محمد فقد فتح على نفسه
سبعين بابا من الرحمة، والحق الله سبحانه في
قلوب الناس فلا يخفيه الا من في قلبه نفاق،
قال شيخنا سرمدى الله تعالى عنه هذا الحديث
والذى قبله من رواهما عن بعض اصحابنا
عن الخطير عيسى المولى والسلاطون
مرسوما الله صلى الله تعالى عليه وسلم وهما
عندنا صديقا في اهل درجاب صحبة و
لم يشكهما المحدثون على مقتضى اصطلاحهم.

مگر وہ اہل کشف کے نزدیک صحیح ہے۔

حضرت پروردگار تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہو مجھ پر
درویشی کے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے
جیسے کپڑا پانی سے، حضرت اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرماتے ہو کہ صلی اللہ تعالیٰ علی محمد اس کے سرور و راز
رحمت کے اپنے اوپر کھول دے، اللہ عزوجل اس کی
محبت و مروت کے دلوں میں ڈالے گا کہ اس سے بغض
درکے گا حشر جس کے دل میں نفاق ہوگا۔ ہاں یہ شیخ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ حدیث اور اس سے
پہلی میں نے بعض اولیاء سے روایت کی ہیں انہوں نے
سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام انہوں نے حضرت پروردگار
تعالیٰ نام علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل اسلام سے یہ دونوں
حدیثیں ہمارے نزدیک اہل درجہ کی ہیں اگرچہ
محدثین اپنی اصطلاح کی بنا پر انہیں ثابت نہ کریں۔

نیز میزان شریف میں اپنے شیخ سیدی علی خواص قدس سرہ العزیز سے نقل فرماتے ہیں:

كما يقال عن جميع ما رواه المحدث ثوث
بالسند الصحيح المتصل ينتهي بسنده ال
حضرته الى حق جيل وحلا فكذا لك يقال فيهما

جس حدیث پر کہا جاتا ہے کہ جو کچھ محدثین نے سند صحیح متصل سے
روایت کیا اس کی سند حضرت اعلیٰ عزوجل تک پہنچتی ہے
یعنی جو کچھ علم حقیقت سے صحیح کشف والوں نے نقل فرمایا

عن آخر المجلد الاول باب عام فقبائل المذكور فصل الامم بالصلوة على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ۲، منہی شامخ
عکس فہرست فی بیان استحالة طروج شی من اقوال المعجزة من عن العشرة ۱۲ منہ

۳۰/۱ مطبوعہ مطبعۃ البانی مصر
۳۴۵/۱ مکہ کشف الغم عن جمیع الامور فصل فی الامم بالصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم مطبوعہ دار الفکر بیروت

نقلہ اہل الکشف الصحیح من علو الحقیقۃ۔ اُس کے حق میں یہی کہا جائے گا۔

بالجملہ اولیاء کے لیے سراسر اس سند ظاہری کے دوسرا طریقہ واضح و اعلیٰ ہے۔ ولہذا حضرت سیدی ابوزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و قدس سرہ السامی اپنے زمانہ کے حکمران سے فرماتے،

قد اخذتہ علیکم مینا عن صیغۃ واخذنا علمنا
عن الہی الذی لا یموت

نقلہ سیدی الاحمام الشحرانی فی کتابہ المبارک
انفاخر الیوقیت والجواہر احوال البعث السابغ
والاسرار جین۔
تم نے اپنا علم سلسلہ اموات سے حاصل کیا ہے اور ہم
نے اپنا علم فی اہمیت سے کیا ہے۔

حضرت سیدی امام المکاشفین علی اللہ والہین شیخ اکبر ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صنف کچھ احادیث کی تصحیح
فرمائی کہ وہ بزرگ ضعیف مافی لئی تعمیر

کما ذکرہ ل باب الثالث السبعین من المقتوحات
المکیۃ الشریفۃ الالہیۃ المکیۃ ونقلہ فی
ایواقیت ہن۔
جیسا کہ انہوں نے فتوحات المکیۃ الشریفۃ الالہیۃ المکیۃ
کے تیرھویں باب میں ذکر کیا اور ایواقیت میں اس مقام
پر اسے نقل کیا ہے۔ (د ت)

اسی طرح نام مضافہ الیہ امام جلیل محل اللہ والہین سیدی قدس سرہ العزیز پھیلچند باد بیداری میں جہاں
جہاں آرائے حضور پرورد سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوئے مالشافر حضور قدس صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی بہت احادیث کی کو طابقہ محمد بن یوسف محمد بن یوسف تصحیح فرمائی جس کا یہاں
عارف ربانی امام الصفا محمد بن ابی شحرانی قدس سرہ النورانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے من شفاء
قلبت شرف بسطامی (ج ۱) اس کی تفصیل چاہتا ہے میزان کا مطالعہ کرے۔ (ت) یہ نفیس و جلیل فن ہے کہ

عہد فی الفصل المذكور قبل ما مر بہ و ہو صفحہ ۳۳ منہ منہ نقل من (ہر)

۳۵/۱	ملفوظ مصنف ابوبی مصر	فصل فی استحضار شئی من اقوال الجہتین الم	سک المیزان الکبریٰ
۹۱/۲	" " " "	" " " "	سک المیزان الکبریٰ
۸۸/۲	" " " "	" " " "	سک المیزان الکبریٰ
۳۳/۱	" " " "	" " " "	فصل فی استحضار شئی من

بنا سبت مقام بکدامتہ تعالیٰ نفع رسائی برادرانِ دینی کے لیے حائلِ قلم ہوا اور دل پر نقش کر لینا چاہئے کہ اس کے جاننے والے کم ہیں اور اس فقر شگاہ میں پسینے والے سبست قدم سے

خیلی قطع الصافی الہی الہی

کثیر و اباب الحصول قسائل

(اسے میرے دوست! چراغِ جاہوں میں ڈاکر ڈالنے والے کثیر اور منزل کو پانے والے کم ہیں۔ ت)

بات دہر پہنچی گنایہ تھا کہ سند پر کیسے ہی تھی و عریح ہوں اُن کے سبب بطلانِ حدیث پر حزم نہیں جو سکتا ممکن کہ واقع میں حق ہو اور جب صدق کا احتمال باقی تو حائلِ حمانِ نفع بے ضرر کی امید پاتا ہے اس فعل کو بحال آتا ہے دین و دنیا کے کام اُس پر چلتے ہیں پھر سند میں نقصان دیکھ کر ایک سبت اس سے سبت کش ہوتا کسی عقل کا نقصان ہے کیا معلوم اگر وہ بات کی تھی تو خود فضیلت سے محروم رہے اور ٹھوٹی ہو تو فعل میں اپنا کیا نقصان فاقہم و تہت ولا تکن من المتعصبین (اسے اچھی طرح سمجھ لے اس پر قائم رہ اور تعصب کرنے والی سے نہ ہو۔ ت) الصاف کیسے شتان کسی کو نقصان عیادت غریزی ذہنیت امداد کی شکایت رشیدہ جو یہ اس سے بیان کرے کہ فلان مکرم حافی نے اس مرض کے لیے سوئے کے دق سوئے کے کھری میں سوئے کی مچل سے حرقِ بیرونِ شک یا بتسلیم پر انگلی سے شہد میں سنی بیخ کر کے چنا تو زفر فرمایا ہے تو میں سیر کا اقداس نہیں کہ جب تک اس میں عیب نہ ہو سیر میں عیب کی وجہ تفتیش سے ذکر ہے اس کا مقبول طہا حرام جانے، پس ابتداء کی گناہی ہے کہ اصولِ طہر میں میرے لیے اس میں کچھ عزت تو نہیں ورنہ وہ میری کلمہ کے قریب ادا کی سندی و عہدِ تالور حال رواۃ تحقیق کرتا پھر سے گا قریب ہے کہ بے عقلی کے سبب اُن اادیہ کے دائرہ مضامین سے محروم رہے گا نہ عراقِ تحقیق سے تریاقِ کعبیہ کا تھکانے کا زیہ مارگزیدہ دوا پانے کا بیخیز ہی حال ان فضائلِ اعمال کا ہے جب ہمارے کان نیک یہ بات پہنچی کہ اُن میں ایسا نفع ذکر کیا گیا اور شرعِ مطہر نے ان افعال سے منن نہ کیا، قریب ہیں تحقیق محضار کیا ضرور ہے اگر حدیث فی تعصب صحیح ہے فقہاء و مذہب نے اپنی نیک نیت کا اچھا پھل پایا ہل قریبوں بنا الا احدی الحسینی (تم ہم پر کس چیز کا انتقاد کرتے ہو مگر وہ غریبوں میں سے ایک کا۔ ت)

افادۃ ستم (حدیث ضعیف احکام میں بھی مقبول ہے بلکہ محلِ اعتیاد ہو) مقاصد شرع کا عارف اور کلماتِ علم کا دواقتن جب قریب ضعیف فی الفضائل کے دلائل ذکر کردہ عبارات سب بفتح المبین امام ابن حجر کی دالہ فی العلوم محقق دوائی و قوتِ اقویٰ امام کی رحمہ اللہ تعالیٰ و نیز تقریر فقیر ذکر افادۃ سب بفتح و نظر صحیح کرے گا

ان انوار تجلیہ کے پرتو سے بطور مدد جس بے تکلف اُس کے آئینہ دل میں مرقم ہو گا کہ کچھ فقہائے اعمالی ہی میں انصار نہیں بلکہ عموماً جہاں اُس پر عمل میں رنگہ اعتیاد و تفسیر کی صورت نظر آئے گی بلاشبہ قبول کی جائے گی جانب فعل میں اگر اس کا رد و استحباب کی راہ بتائے گا جانب ترک میں تنزیع و توریج کی طرف بلائے گا کہ آخر صلی علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا :

کیف وقد قيل: (کیونکہ نہ مانسہ کا حال انکہ کہا تو گیا) سواہ البخاری عن حقیقۃ بن الحارث النعمانی
مرحی اللہ تعالیٰ عنہ (اسے امام بخاری نے عقبہ بن حارث نوخلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ ت)

اقول وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
فرمایا : جس میں شبہ پڑتا ہو وہ کام چھوڑ دے اور
ہی ماہیرین الی ماہیرین کہ

ایسے کی طرف جس میں کوئی دغدغہ نہیں :

سرواۃ الامام احمد وابو داود الطیالسی والدارمی
والترمذی وقال "حسن صحیحہ" والشافعی
وابن حبان والحب کہ وہ صحیحہ "وابن قسائم
فی معجمہ عن الامام ابن الاحمر عیدہ
الحسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بسند
قوی وابو نعیم فی المحلیۃ والخطیب فی التاریخ
بطریق مالک عن ناہم عن ابن عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہما۔

اسے امام احمد، ابو داود الطیالسی، دارمی، ترمذی نے
روایت کیا اور اسے حسن صحیح کہا۔ قسائی، ابن حبان اور
حاکم بیہدزی نے اسے صحیح کہا۔ ابن قسائم نے اپنی معجم
میں امام ابن الاحمر سیدہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما
نے سند قوی کے ساتھ روایت کیا۔ برنیم نے صلی
اور خطیب نے تاریخ میں بطریق مالک عن ناہم عن ابن عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

(ت)

ظاہر ہے کہ حدیث ضعیف اگر مرث ظن نہ ہو مرث شبہ سے تو کم نہیں تو عمل اعتیاد میں اس کا قبول میں مراد
شارع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہے، احادیث اس باب میں بکثرت ہیں، ازاجلہ حدیث اسل و اعظم
کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم :

من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه
ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام كالراعي

صحیح البخاری کتاب العلم اب الرطہ فی المسائل النازلہ مطبعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۹/۱
مسنہ احمد بن حنبل مسند ابیہ فیہ وروان اللہ علیہم اجمعین دار الفکر بیروت ۲۰/۱

میں ہر امام نووی نے اذکار میں بعد عبادت مذکور پھر کس بخاوی نے فتح المغیش پھر شہاب خفاجی نے نسیم الریاض میں فرمایا،

اما الاحکام كاللحلل والحرام والیسع و
السکاح وطلاق و غیر ذلک فلا یعمل فیہا الا
بالحدیث الصحیحہ او الحسن الا ان یتکون فی
احتیاط فی شیء من ذلک کما اذا ورد حدیث
ضعیف بکراهة بعض الیسع او الانکحة فان
المستحب ان یتنزه عنه ولكن لا یجب۔
یعنی محدثین وقتہما وغیرہم علماء فرماتے ہیں کہ حلال و حرام
بیع نکاح طلاق وغیرہ احکام کے بارے میں صرف حدیث
صحیحہ یا حسن ہی پر عمل کیا جائے گا مگر یہ کہ ان مواقع
میں کسی احتیاطی بات میں ہو جیسے کسی بیع یا نکاح کی
کراہت میں حدیث ضعیف آئے تو مستحب ہے
کہ اس سے بچیں ہاں واجب نہیں۔

امام جلیل بدول سیرطی تدریب میں فرماتے ہیں ۱
و یعمل بالضعیف یضانی الاحکام اذا کان
فیہ احتیاط۔
علامہ سیرطی وغیرہم فرماتے ہیں ۱

الاصول ان الوصل بین الادب و لاق من یکر
فی کل الصلوة لما روی الترمذی عن جابر
مری، انه قال فی حنیف ان رسول اللہ صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لبطل اذا اودت
فترسل واذا قصت فاحدروا جعل یحیی
اوانک و اجمعت قد رما یفرغ الاصل من
اکلہ فی غیر المغرب و انتشارہ من مشربہ
یعنی اسل یہ بکر زون کہتے ہیں فوراً قامت کہ دریا طلق
سب نمازوں میں مجھ سے اس بچے کہ ترمذی نے جابر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا حضور در عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم نے بطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اذ ان
مٹھ کر ٹھکر کر کہا کرو بکر جلد جلد اورو لوں میں اتنا غاصلہ
دکھو کہ کیزا کھٹے سے (مٹھ کر غلا دو گی) اور بیٹے والا جیسے اور
خبردار والا قضا سے عاجز نہ ہو جائے، یہ حدیث

عکس در شرح المعنیہ حیث استند الامام المصنف حدیث من مثل عن علی بن خنیف الحدیث ۱۲ منہ

عکس فی عمل سنن الصلوة ۱۲ منہ

عکس قوله فی غیر المغرب ہکذا هو فی مسحق الغنیۃ و لیس عند الترمذی بل هو مدرج فیہ نعم ہوتا و بل حسن
الصلو کما قال فی الغنیۃ بعد ما معتبرا قالوا قوله قد رما یفرغ الاصل من اکلہ فی غیر المغرب من شربہ فی المغرب

۱/۲۲ منہ نسیم الریاض شرح الشعار تتمہ فائدہ صمد فی شرح الخطیۃ
۱/۲۲ منہ تدریب الزاوی شرح تقریب الزاوی النور الثانی والعشرون المصوب دار الشریک لاسلامیہ ۲۹۹

والمعتصم اذا دخل لقصاء حاجته وهو واثق
كل صبيغاً تكني بجور الحق به في مثل هذا الحكم
اگر ضعیف ہے مگر ایسے حکم میں اس پر عمل روا ہے۔

تفسیر (بہرہ کے دن بدن سے توفی لینے کے باب میں) ایک حدیث ضعیف میں بہرہ کے دن چپکنے لگانے سے ممانعت آئی ہے کہ۔

من احتجم يوم الاسر بعد يوم السبت عاصابه
يرون فلا يلزم الا لنفسه
جو بہرہ یا ہفتہ کے روز چپکنے لگائے پھر اس کے بدلہ
پر کسی حدیث میں نہ ہو جائے تو اپنے ہی آپ کو طاعت کرے۔

امام سیوطی لائی و تعقیبات میں منہ الفردوس دینی سے نقل فرماتے ہیں۔

سعت، بی یقور، سعت آیا حمود و معجز جعفر
ہی مطی الیہ پوری قال قتت یوہا ان ہذا
الحديث ليس بصحيح فاصدق يسو
الاس بعد ما صابني الیوم وایت رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الفجر مشکوک
الیہ علی فقہ ایا لہ و لا نہب نہ یخیر فی
فقلت تمت یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
ایک صاحب محمد بن جعفر بن سطریشا پوری کو قصہ کی
ضرورت تھی بہرہ کا دن تھا خیال کیا کہ حدیث مذکور تو
صحیح نہیں قصہ لے لی تو اُپری ہو گئی، خواب میں حضور
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف
ہوئے حضور سے فرمایا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم نے فرمایا: ایاک والاستغناء بعد شی
(خبردار میری حدیث کو بکا نہ سمجھنا، انہوں نے توبہ کی)

علہ الامام ترمذی نے فرمایا، هو استاد مجهول (یہ سند مجهول ہے) ۱۲ منہ (م)

علہ او آخر کتاب المرض والطب ۱۲ منہ (م)

کیا ہے ۱۲ منہ (م)

علہ باب الجنائز ۱۲ منہ (م)

باب الجنائز میں دس کو بیان کیا ہے ۱۲ منہ (م)

سہ غنیۃ المستمل فصل سنن الصلاة مطبوعہ سید ڈیڈی لاہور ص ۷۷ - ۳۷۹

سہ اسکا مل لائن مدی من ابہ الامامین عبد اللہ ابن زیاد مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ شیخ زبیرہ ۱۳۴۶/۲

سہ اللالی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ کتاب المرض والطب مطبوعہ ادبیہ مصر ۲۶۸/۳

وسلم واستهبت وقد عافاني الله تعالى وذهب

آنگر کھل ترا چھتے۔

ذلك عني

جليلہ ہفتہ کے دن خون لینے کے بارے میں، امام ابن مبارک روایت فرماتے ہیں ابو نعیم حسین بن حسن
طبری نے بچپن سے لگائے پاس ہے، ہفتہ کا دن تھا غلام سے کہا حجام کو بلاؤ، جب وہ پہلا حدیث یاد آئی پھر کچھ سوچ کر کہا
حدیث میں تو ضعف ہے، عرض لگائے، برس ہو گئی، خواب میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا کہ،
فرمایا،

ایک والا تھانہ بعد دینی (دیکھ مری حدیث کا معاملہ آسان نہ جانتا)

انہوں نے سنت مانی، اللہ تعالیٰ اس مرض سے نہایت دوسے قریب کبھی حدیث کے معاملہ میں سب انگاری نہ کروں گا
صحیح ہو یا ضعیف، اللہ عزوجل نے شفا بخشی تھ لائی میں ہے۔

اندرج، بنی عساکری تاریخہ من طریق ابی علی مہر ابن ہارون الحافظ الہاری، قال سمعت ابامہدین
المعین بن الحسن الطبری یقول: سمعت المجاہدۃ یوم السبت نقلت للعلامہ ادحی بن الحجاج فلما ولی
العلامہ ذکرت خبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من: حلتهم يوم السبت ولیوم الاربعاء عابا بضع
فدا یلو من الانفسه قال فذهبت الفلام ثم تفکرت نقلت هذا حدیثی اسنادہ بضع بضع نقلت للعلما

ادح الحجاج بن فدا عہ، فاحتججت عاصی البرص، ہرایت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم فی النور فشکوت الیہ حالی فقال: یا لک ولا۔ تھانہ بعد دینی، فندرت اللہ نذر اللہ، وھیب
اللہ مابی من البرص ثم اتھاون فی خبر البرص صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبیحا کان اوسقیا وذهب
اللہ عنی ذلك البرص۔ (نوٹ: اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید سے شروع ہو کر عربی عبارت سے پہلے ختم ہو جاتا ہے)

مفیدہ (پھر کے دن ناخن تراشنے کے امر میں) یوں ہی ایک حدیث ضعیف میں بدھ کے دن ناخن
کترہ منے کو آیا کہ مرث برص ہوتا ہے، بعض علمائے کترہ کے، کسی نے بر بنائے حدیث منیہ، فرمایا حدیث

عہ تلوا مر ۱۶ منہ دم، قالی میں اس عبارت کے قریب جو پہلے گزر چکا ہے (ت)

لہ الاثنی عشر فی الاثنتی عشرۃ کتاب المرض والطب مطبعہ ادبیہ مصر ۲/۲۱۹

صبح نہیں قرآن جتلا ہو گئے۔ خواب میں زیارت جمال ہے مثال حضور پروردگار محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے، شافی کافی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور اپنے حالی کی شکایت عرض کی، حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے دن رات تھاکو ہم نے اس سے نفی فرماتی ہے؛ عرض کی حدیث میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچی تھی۔ ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث جاریہ سے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر حضور مہر کی افکہ والا برص کی الحوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دست اقدس کہ پناہ و دوا جان و دستگیر بیکساں ہے، ان کے بدن پر لگا دیا، فوراً اچھے ہو گئے اور اُنسی وقت قبر کی کہ ایک کبھی حدیث سن کر من گفت نزدیک لگا۔ علامہ شب اب الدین خجندیہ صریحی ذکر اللہ تعالیٰ علیہ فیہ المراضی شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

قص الاظفار وتقليمها سنة وروى النہی عنه فی يوم الاربعاء وانه يورث البصر، وحكى عن بعض العلماء انه فصله فنهى عنه فقال لم يثبت هذا لظففة البصر من ساعته فخرى النسبى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی منامه من ان اليه فقال له الم قسم فنهى عنه، فقال لم يصح عندي فقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يكفيل انه سمع، ثم مسح يده بيده الشريفة. فذهب ما به كتاب من مخالفة ما سمعناه. (نوٹ: اس عربی عبارت کا ترجمہ مفید ص ۹۹ سے شرح پرکرم عربی عبارت کے تحت ہوتا ہے) یہ بعض علماء امام علامہ ابن الحاج مکی، کل قسم، قدرہ العزیز سے عطا فرمادی ماسیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

بعض آثار میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن کزوا دالے کو برص کی بیماری عارض ہو جاتی ہے اور صاحب مدخل ابن الحاج کے بارے میں ہے کہ انہوں نے بدھ کے روز نماز کا سننے کا ارادہ کیا، انہیں یہ بھی بات یاد دلائی گئی کہ انہوں نے اسے ترک کر دیا پھر خیال میں آیا کہ ناخن کزوانا سنت ثابت ہے اور اس سے بھی کی روایت میرے نزدیک صحیح نہیں۔ لہذا انہوں نے ناخن کاٹنے کے لیے تو انہیں برص عارض ہو گیا تو خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی

وردی بعض الآثار والنہی عن قص الاظفار يوم الاربعاء فانه يورث وعن ابن الحاج صاحب المدخل انه هم بعض اخصاص يوم الاربعاء، فتذكر ذلك، فتذكره، ثم سأل ان قص الاظفار سنة حاضرة، ولم يصح عنده النہی فقصرها، فلعنه ای احسا بسا البصر، فرأى النسبى صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المنام فقال لم قسم فنهى عن ذلك. فقال يا رسول الله لم يصح عندی ذلك فقال

یکھنا ان قسم، ثم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 و صلی علیہ وسلم نہ خزان المہجس جعیلہ قال ابن الجوز
 رحمہ اللہ تعالیٰ فی جہدوت مع اللہ توبۃ افی
 لا اختلف ما سمعت عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم ایذاً

ان کے جسم پر اپنا دست اقدس پھر اتر تمام برص زائل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اس
 بات سے توبہ کی کہ آئندہ جو حدیث بھی نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنوں گا اس کی مخالفت نہیں کروں گا۔ (ت)
 سبھی اللہ! جب عمل احتیاط میں احادیث ضعیفہ تو احکام میں مقبول و معمول، تو فضائل تو فضائل
 ہیں، اور ان فرائض ضعیفہ سے بکر اللہ تعالیٰ عقل سلیم کے نزدیک وہ مطلب بھی روشن ہو گیا کہ ضعیف حدیث
 اس کی غلطی واقعی کہ مستلزم نہیں۔ دیکھو یہ حدیثیں طحاوی سند کیسی ضعیف ہیں اور واقع میں اُن کی وہ شان کہ مخالفت
 کہتے ہی فرما تصدیقیں ظاہر ہوتیں، کاش منکران فضائل کو بھی اللہ عز و جل تعظیم حدیثِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 کی توفیق بخشے اور اُسے ہلکا سمجھنے سے نجات دے۔ آمین!

افادۃ لیست ویکم (حدیث ضعیفہ پر عمل کے لیے راسخوں) باب میں کسی صحیح حدیث کا آثار ہر ضروری نہیں،
 بذریعہ حدیث ضعیفہ کسی فعل کے لیے عمل فضائل میں استحباب یا مرفوعہ احتیاط میں حکم تنزیہ ثابت کرنے کے لیے نہار نہا
 اصلاً اس کی حاجت نہیں کہ بالخصوص اس فعل میں کے باب میں کوئی حدیث صحیح بھی وارد ہوتی ہو، بلکہ یقیناً قطعاً صرف ضعیف
 ہی کا رد و ان احکام استحباب و تنزیہ کے لیے ذریعہ کاغذ ہے، افادات سابقہ کو جس نے ذرا بھی جو کوشش پریشانی کیا
 اُس پر یہ امر شمس و اس کی طرہ واضح و روشن۔ مگر انجا کہ مقام مقام افادہ ہے ایضاً باقی کے لیے چند تنبیہات
 کا ذکر مختصر۔

اولاً کلمات علمائے کرام میں باوجود طبع قطعاً اس جرح و کثرت سے آئے، اس تعقید و تکرار کی نشان
 نہیں تو غرضی تو ابھی مطلق کو از پیش غرض مقید کر لیا کیونکہ قابل قبول۔

ثانیاً بلکہ ارشادات علماء صراحۃً اس کے خلاف، مثلاً عبارت اوکار و غیرہ خصوصاً عبارت ۱۰ ام ابی الہام
 جرحی صریح ہے کہ ثبوت استحباب کو ضعیف حدیث کافی۔

اقول بلکہ خصوصاً اوکار کا وہ فقرہ کہ اگر کسی میں یا نکاح کی کراہت میں کوئی حدیث ضعیف آئے تو اس سے
 پکنا مستحب ہے واجب نہیں۔ اس استحباب و انکار وجوب کا خفا ہی ہے کہ اُس سے نہیں حدیث صحیح
 دہائی کہ وجوب ہوتا۔ تنہا ضعیف نے صرف استحباب ثابت کیا اور سب سے اعلیٰ و ارجح کلام امام ابو طالب کی ہے جس

میں قرباقتصاد اس تفسیر جدید کا رد و مرعہ فرمایا ہے کہ "وان لم یشہد الہ" (اگرچہ کتب و سنت اس خاص امر کے شاہد نہ ہوں)

مثلاً اس مقام سے فقہ حدیث کا علمہ آمد فقہیم و حدیث اس قید کے بطلان پر شاہد دل و جہاں انہوں نے احادیث ضعیفہ سے ایسے امور میں استدلال فرمایا ہے جن میں حدیث صحیحہ و موثوقہ نہیں۔
اقول مثلاً:

- (۱) نماز نصف شبانہ کی نسبت علی قاری۔
- (۲) صلوۃ الصبح کی نسبت بر تقدیر تسلیم ضعف و جہالت امام زرکشی و امام سبکی کے اقوال فائدہ روم میں گزرے۔
- (۳) نماز میں اہمیت اتنی کی نسبت امام محقق علی الاطلاق کا ارشاد فائدہ شازدہم میں گزرا و ہاں اس تفسیر کے برعکس حدیث ضعیفہ پر عمل کو تقدیر صحت سے مشروط فرمایا ہے۔

قال روی الحاکم عنہ علیہ الصلوۃ والسلام ان
سرکون ان تقبل صلا تکم فلیتو مکو خیاس غامہ
صبر و الا فالضعیف غیر الصو صحیح یصل بہ
فی فضائل الاحمال

حاکم نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقلی
ذکر کیا ہے کہ اگر تم یہ پسند کر سکتے کہ تمہاری نماز قبول
ہو جائے تو تم اپنے میں سے ستر شخص کو امام بناؤ۔ اگر یہ
روایت صحیح ہے تو یہ ضعیف ہے موضوع نہیں اور

فضائل الاحمال میں حدیث ضعیفہ پر عمل کیا جائے (ت)
(۴) نیز امام محمد رحمہ اللہ نے تجزیہ تکلفین قریبی کا فرقہ بارہ میں احادیث ذکر کیں کہ جب ابو طالب مرے حضور اکرم
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا حمزہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ انہیں نکال دو جن کو انہیں پھر خود غسل
کریں وہ غسل میت سے غسل کی حد میں داخل نہیں، پھر فرمایا،

لیس فی هذا ولا فی شیء من طسرق علی
حدیث صحیحہ، لکن طرق حدیث علی کثیرۃ
والاستحباب یثبت بالصحیف غیر الصو صحیح

ان دونوں باب میں کوئی حدیث صحیح نہیں مگر حدیث علی کے
طرق کثیر ہیں اور استحباب حدیث ضعیفہ غیر موضوع سے
ثابت ہو جاتا ہے۔

(۵) غسل کے بعد استحباب منہل کی نسبت علامہ ابراہیم علی

(۶) تائید بابت کی نسبت امام ابن امیر الحاج۔

(۷) استحباب مسح کردن کی نسبت مولانا علی کی

(۸) استحباب تلقین کی نسبت امام ابن الصلاح و امام نووی و امام سیوطی کے ارشادات افادۃ مفہم۔

(۹) کراہت وصل بین الاذن و الاقامت کی نسبت علامہ علی کا کلام۔

(۱۰) بدھ کو ناحیہ تراشے کی نسبت خود نسیم ابراہیم و عطیہ کی اقوال افادۃ بستم میں رد و رد گش سامعین پر ہے۔
یہ وائیل تو یہیں موجود ہیں اور خوفِ اطاعت نہ ہو تو سرد و سرد ایک ادنیٰ غریب جسے ہو سکتے ہیں، مگر ایضاً واضح
میں اطمینان تاکہ۔

رابعاً، اقوالِ مخصوص و احادیثِ مذکورہ افادات بستم کو دیکھئے کہیں بھی اس قید بے معنی کی
مماست فرماتے ہیں؟ حاشا بلکہ باعلیٰ نہ اُس کی لغویت بتاتے ہیں کہ کالاً یعنی علی اولیٰ النہی (جیسا کہ
صاحبِ عقل دوگوں پر مبنی نہیں۔ ت)

خامساً، اقوال و بائندہ الترفیق اس شرطِ زائد کا اضافہ اصل مسئلہ اجماعیہ کو محض لغو و فصل کر دے گا
کہ اب حاصل یہ ٹھہرے گا کہ احکام میں تو مقتضائے حدیثِ ضعیف پر کاربندی اصطلاحاً جائز نہیں اگرچہ ہاں حدیثِ صحیح
موجود ہو اور ان کے بغیر میں بحالتِ موجود صحیح صحیح دور نہ قیام۔

اقول اس تقدیر پر عمل مقتضی الضعیف من حدیث بر مقتضی الضعیف ہو گا۔ من حدیث بر مقتضی الضعیف اجماعی
قطعا احکام میں بھی حاصل اور تفرقِ زائل، کیا احکام میں درود ضعیف صحاح ثابتہ کو بھی رد کر دیتا ہے؟ ہذا
لا ینقول یہ جاہل (اس کا قول کوئی جاہل بھی نہیں کر سکتا۔ ت) اور ادلیٰ خود شرط سے رواج یا قول یا لغتِ اخیرین
ہو کہ مدفع کہ جب صحیح علی درود صحیح ہے تو اسی سے قطع نظر ہو کہ صحت کیونکر!

ثانیاً اگر صحیح نہ آتی ضعیف بیکار تھی کئی توہری کفایت کرتی بہر حال اس کا وجود عدم یکساں پر معمول بہ
ہونا کہاں!

ثالثاً بعد مرۃ اخیری اظہر و اجلی (ایک سری جہالت کے ساتھ زیادہ ظاہر و واضح ہے۔ ت)
حدیث پر عمل کے یہ معنی کہ یہ حکم اس سے ماخوذ اور اُس کی طرف مضاف ہو کہ اگر نہ اُس سے لیجئے نہ اُس کی طرف
استناد کیجئے تو اس پر عمل کیا ہوا، اور شک نہیں کہ خود صحیح کے ہوتے ضعیف سے اخذ اور اس کی طرف مضافت
پر معنی، مثلاً کوئی کہ چراغ کی روشنی میں کام کی اجازت تو ہے مگر اس شرط پر کہ نورِ آفتاب بھی موجود ہو۔ سبحان اللہ
جب مہرِ نبویؐ خود جلہ افزہ چراغ کی کیا حاجت اور اس کی طرف تک مضافت! اسے چراغ کی روشنی میں کام کرنا
کہیں جسے یا نورِ شمس میں! ع

آفتابِ اندھ جہاں آگے کہ موجود نہ سما

(جب جہاں میں آفتاب ہو تو نہ سما) (ستلہ) (دھندلے سے کیا فائدہ!)

۱۔ جرم معنی مستند ہی ہیں کہ حدیث ضعیف احکام میں کام نہیں دیتی اور دوبارہ فضائل کافی و دوائی۔

(تحقیق مقام و ازاحة الادھام)

شہر اقول اب ہم تحقیق مقام اور وضاحت مقصد کیلئے ایسی گفتگو کرتے ہیں جس سے پورے ہٹ جائیں اور شکوک و شبہات ختم ہو جائیں گے اور وہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء دو طرح کے الفاظ استعمال کرتے ہیں عمل اور قبول، عمل بالحدیث سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث پر اعتقاد کرتے ہوئے اور اس کے مقتضی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس میں مذکور حکم کو بجا لایا جائے، اس کی قید کا اضافہ ضروری ہے اس لئے کہ آپ کا ملاحظہ کرتے ہیں کہ کسی فعل کے متعلق حدیث صحیح اور حدیث موضوع دونوں اگر موافق ہوں اور عمل کو بجا لانے والا حدیث صحیح کو پیش نظر نہ لیتے ہوئے عمل کرے تو لب موضوع ہر عمل مذکور کا قبول بالحدیث پر ہے کہ اگرچہ ضعف بیان کے بغیر روایت کے معنی کا احتمال ہو تو اس کا حاصل یہ ہو گا کہ ضعیف میں جو کڑوری ہے اس پر سکوت کرتے ہوئے فضائل میں اس کی روایت کرنا جائز ہے لیکن احکام میں نہیں، اگر قبول بالحدیث کا یہی معنی صحیح ہو تو یہ معنی عمل بالحدیث ہی کی طرف اشارہ ہوتا ہے، کیلئے وہ ایسے کہ احکام کے بارے میں مروی روایات کے ضعف کو بیان کرنا اس لئے واجب و ضروری ہے کہ اس پر عمل سے روکا جائے کہ احکام میں ہر چیز جائز نہیں پھر اگر غیر احکام میں بھی یہ چیز جائز نہ ہو تو ایجاب میں فضائل و احکام دونوں برابر ہو جائیں گے۔ غلط یہ کہ دونوں جہتوں میں اس امر پر دلیل ہے کہ غیر احکام میں ضعیف حدیثوں پر عمل کرنا جائز ہے

(تحقیق المقام و ازاحة الادھام)

شہر اقول تحقیق المقام و تنقیح المراد بحیث یکشف الغماہ و یعرف الادھام ان المسائل تدور بین العلماء علی سبیلین العمل و القبول اما العمل بحديث، فلا یصح به الا احتیثال ما فیہ تعویلا علیہ و الجوری علی حققتہ ساء نظر الیہ ولا ید من ہذا القید الا تمسک ان لو توافق حدیثان صحیحہ و موضوع علی فعلی و فعلی لا ماس بہ فی الصحیحہ لا یکون ہذا محلاً علی الموضوع و اما القبول فہو ان احتمال معنی الروایۃ من دون بیان الضعف، فیکون الماحصل ان الضعیف یحوز روایتہ فی بعض ملہ انکوت حدیثہ دون الاحکام ملکن ہذا المعنی علی تقدیر صحیحہ انما یرجع الی معنی العمل کیف ولا مضاف لا یجاب ظہار الضعف فی الاحکام الا التحذیر عن العمل بہ حیث لا یسوغ قلوبہ یسغ فی غیرہا، یعنی لکان ساوہا فی الا یجاب فدار اکا مرفی کلتا الغماہین التین تبجوز الشی علی مقتضی الضمات فی ما دون الاحکام فانضمیم ما استدلتنا بہ خاصاً و انکشف الظلام ہذا ہو التحقیق بیدان ہذا رجلین من اہل العلم شرت اقدارہم فکلمہما فجملاً العمل و القبول علی ما لیس بہر ادولاً حقیقاً بقبول۔

اب ہمارے پورا اس سوال واضح ہو گیا اور تاریکی کھل گئی اور تحقیق یہی ہے۔ علاوہ ازیں یہاں دو اہل علم ایسے ہیں جن کے قلم کے قدم پھیل گئے، انہوں نے عمل بالحدیث اور قبول بالحدیث کو ایسے معنی پر محمول کیا ہے جو مراد اور قابل قبول ہیں۔ (ت)

ان میں سے ایک علامہ منہاجی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں انہوں نے محقق دو آئی کے رد کا ارادہ کیا اور انھیں ان کے کلام کے ظاہر سے وہم ہو گیا کہ اس کا عمل وہ ہے جب حدیث ضعیف ان امور کے ایک یا سب سے زیادہ ہو جن کا استحباب ثابت اور اس میں غروب کی کیفیت ہو یا بعض صحابہ کے فضائل یا اذکار منقولہ کے بارے میں ہو، حکام و اہل کی تفصیل کی ضرورت انہیں نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا کیونکہ اہل اور فضائل اعمال میں فرق ظاہر ہے۔

اقول ہاں فاضل محقق دو آئی کی مخالفت نہ کرتے قرآن کے کلام کا معنی درست ہوتا کیونکہ ثبوت بعض اوقات معنی ہوتا ہے اور بعض اوقات کسی عمومی اصل کے تحت ہوتا ہے اگرچہ اہمیت کی اصل پر ہو کیونکہ مباح نیت سے مستحب ہو جاتا ہے اور ہم قبولی ضحاک کو اس کے ساتھ مشروط ہونے کا انکار نہیں کرتے یہ کہیے ممکن ہے اگر یہ بات نہ ہو تو اس میں ضعیف کو ترجیح لازم آتی اور وہ بالاتفاق باطل ہے اگر فاضل محقق بھی یہی مڑیے تو درست تھا اور اپنے قول او لا فلاس الماشوشہ کے تکرار سے محفوظ ہو جاتا لیکن فاضل رحمہ اللہ علیہ محقق کی مخالفت کے درپے تھے

احمد هما العلامة الفاضل المتعالي
رحمہ اللہ تعالیٰ حیث حاد المد علی المحقق
الدواني وادهم بظاهر كلامه ان محله اذاري
حديث ضعيف في ثواب بعض الامور الثابت
استحبابه والترغيب فيه لوق فضائل بعض
الصحابية او الاذكار الماثورة قال
ولا حاجة الى لتخصيص الاحكام
و لا اعمال كما توهم للمحقق اظاهر حيث
الاعمال وفضائل الاعمال آم

اقول مولانا الفاضل المد قی جاننا
المحقق لكان كلامه معني صحيحا ، فلان
الثبوت اعم من الثبوت عينيا و باندر ارج تحت
اصل عام ولو اصابة الاباحة فان المباح يصير
بالنية مستحبا ونحن لا نكون قبول الصعاب
مشروط بذلك كيف ولو لا لكان فيه ترجيح
الضعيف على الصحيح وهو باطل و فاما قائل
امراد الفاضل هذه المعنى لاحباب و لمسلم
من التكرار في قوله او الاذكار الماثورة لكنه رحمه
الله تعالى يبعد و مخالفة المحقق المرحوم
و قد كان المحقق انما عول على هذا المعنى

الصحيح حيث قال المباحات تعبر بالنية
عبادة فكيف عاقبه شبهة الاستحباب لاجل
الحديث الضعيف لاجل ان الجواز معلوم من
خامس والاستحباب ايضا معلوم من القواعد
الشريعة المدالة على استحباب الاحتياط
في امر الدين فلم يثبت ثبوت من الاحكام بالحديث
الضعيف بل اوقم الحديث شبهة الاستحباب صمد
الاحتياط ان يعمل به فاستحباب الاحتياط
معلوم من قواعد الشرع انه ملخصا فالظاهر
من عدم استصحاب انه بعيد الثبوت عند محققه
ويؤيده تشدده بالفرق بين الاحمال وفضائلها
فان امراده فحده وجنود براهين لا قبل لاحديها
وقد انك بعضهما.

اور محقق نے اسی منہی صحیح پر اعتماد کیا تھا چنانچہ کہا کہ مباحات
نیست سے عبادت قرار پاتے ہیں تو اس کا کیا حال
ہوگا جس کے استحباب میں حدیث ضعیف کی وجہ سے
شہد ہو ؟ حاصل یہ ہے کہ جواز خارج سے معلوم ہوتا ہے
اور استحباب بھی دیکھتے قواعد شرعیہ سے معلوم ہوتا ہے
جو امر دین میں احتیاطا استحباب پر وال ہیں ، پس
احکام میں سے کوئی بھی حدیث ضعیف سے ثابت نہ ہوگا
بلکہ حدیث استحباب کا شہد پیدا کر دے گی لہذا احتیاطا
اسی پر عمل کرنا ہوگا اور احتیاطا استحباب کی قاعدہ شرعیہ سے
معلوم ہوا ہے اہل طحا ان کی عدم پسندیدگی سے ظاہر
ہوتا ہے کہ انہوں نے ثبوت سے مراد صحت یہی سمجھا جس
کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ انہوں نے اس پر استدلال
احمال اور فضائل اعمال کے فرق سے کیا ہے اگر انہوں
نے یہی مراد لیا ہے تو یہ بالکل ناگوار ہے جس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا اور بعض کا ذکر آپ صحت پر کیا گیا ۔ (دست)

عنه ويكده ايضا على ما قبل مضايقة العلماء بين
فضائل الاعمال والترتيب على ما هو الظاهر
من كلامهم فلعنة ابن الصلاح فضائل الاعمال
واسامون الترتيب والترتيب واسامون لا تفرق
له ما لاحكام والعقائد هذا توضيح ما قبل ، اقول
بل المراد به بعض الفضائل الاعمال التي هي
فضائل تشهد بذلك كل علماء المارة في
الافاق السابعة عشر كقول الفقهاء والنقاري و
اسيوحي وغيرهم كما لا ينبغي حجب من له ادنى
مسكة ۱۷ مدونة قاله (دست)

اسے یہ بات بھی رد کرتی ہے کہ علماء کی عبارات میں
ہوتا ہے کہ فضائل اعمال اور ترتیب ایک شے نہیں
ابن صلاح کے الفاظ یہ ہیں کہ فضائل اعمال اور ترتیب
ترتیب کے معانی اور وہ چیزیں جن کا تعلق احکام
عقائد سے نہیں ہے یہ اقبل کی وضاحت ہے اقول
(میں کہتا ہوں) بلکہ اس سے مراد فضائل اعمال ہیں
جن کی شہادت علماء کا کلام دیتا ہے جو کہ مترجمین افادہ میں
گزارا شدہ فقہاء ، قاری اور سیوطی وغیرہ کے قوال
اور بیانات ہر کسی شخص پر معنی نہیں جس میں کوئی سا
شہد ہو ۱۷ مدونہ فقہائے علم (دست)

سنة الترتيب معلوم للمدوات

من الی اقوال اذن یرجع معنی العمل
بعد الاستقصاء التام الی ترجیح ایچر مضمون
علی عمل مضمون ای یجوز العمل بشی مستحب
معلوم الاستحباب مترجیا فیہ بعض خصوص
الثواب لورود حدیث ضعیف فی الباب فالأنت
نہکم عن هذا الرجاء اھو کشلہ بعد حدیث صحیح
ان ورودہ و نہ الاصل یا طل فانت صحیحۃ
الحدیث بفعل لا یجبر ضعف ما ورد فی الثواب
المضمون علیہ و علی الثاني هذا لا یقدر علی
الرجاء یدکی فی الحدیث الضعیف فی حاجۃ
الی ورودہ صحیحہ بخصوص الفعل نعم لہ ان
یکون مما یجوز الشرح رجاء الثواب علیہ و
هذا حاصل بالاندراج تحت اصل مطلوب او
مباح مم قصد مندوب فقد استبان ان
الوجه مع المحقق الدوائی واللہ تعالی اعلم۔
ثانیہ ما معنی من تقدم الدوائی نہم
ای مراد النوی ای ما مرص کلامہ فی الاربعین
والا لارادہ اذ ثبت حدیث صحیح او حسن فی
فصلیۃ عمل من الاعمال تجوز رواۃ حدیث
الضعیف فی هذا الباب قال المحقق بعد نقلہ
فی الامنوز لا یخفی ان هذا لا یرتبط بکلام النوی
فصلا عن الیکون مرادہ دلائل فکرمین جواز
العمل واستحبابہ وین مجر نقل الحدیث
فرق علی اہل لولہ حدیث الحدیث الضعیفہ و

علاوہ ایں میں کتابوں انہما کے گفتگو کے بعد
ای عمل کا معنی عمل مخصوص پر اور مخصوص کی امید دلانا ہے
یعنی کسی مستحب جس کا استحباب واضح ہے پر عمل کرنا اور
اس میں خصوص ثواب کی امید کرنا جائز ہوگا اس لئے
کہ اس میں بارے میں حدیث ضعیف موجود ہے اب
ہم اس امید کے بارے میں تم سے پوچھتے ہیں کیا یہ اسی
رہبان کی مثل ہے جو حدیث صحیح کی وجہ سے ہوتی ہے اگر
وہ وارد ہو یا اس سے کم درجہ کی پہلی صورت باطل ہے
کیونکہ صحبت حدیث کسی ایسی روایت پر جابر نہیں
ہو سکتی جو کسی مخصوص ثواب کے بیان کے لیے وارد
ہو اور دوسری صورت میں اس قدر رہا۔ کے لیے حدیث
ضعیف کافی ہے ثواب کسی مخصوص فعل کے لیے حدیث
صحیح سے روایت کی ضرورت نہ رہی ہاں یہ بات خود ہی
ہے کہ وہ فعل ایسے اعمال میں سے ہو کہ شریعت نے اس
پر ثواب کی امید لائی ہو اور یہ اصل ہے اصل مطلوب
مت۔
اس میں سے دوسرے دوائی سے پہلے کے کچھ لوگ
ہیں جنہوں نے یہ گمان کیا کہ امام خودی نے اربعین اور
اذکار میں جو گفتگو کی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ
جب کسی عمل کی فضیلت کے بارے میں حدیث صحیح یا
حسن ثابت ہو تو اس کے بارے میں حدیث ضعیف کا
روایت کرنا جائز ہے، محقق دوائی نے انہو ذیل العلوم
میں اسے نقل کرنے کے بعد کچھ معنی درج ہے کہ اس طرح کا
امام خودی کے کلام کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہو جائیگا
اگر مراد ہو کہ چونکہ اکثر طریق پر جواز عمل مستحب عمل اور بعض نقل شد

کے درمیان فرق ہوتا ہے، علاوہ ازیں اگر کسی عمل کی فضیلت میں حدیث صحیح یا حسن ثابت نہ بھی ہو تب بھی اس میں حدیث ضعیف کا روایت کرنا جائز ہے، خصوصاً اس تنبیہ کے ساتھ نقل کرنا کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس اصطلاح بھی کیا ہے اور (ت)

الحسن فی فضیلة عمل من الأعمال يجوز نقل الحديث الضعيف فيها ، لاسيما مع التنبيه على ضعفه ومثل ذلك في كتب الحديث وغيره شائع يشهد به من تنعم بذي تبيين الله

مثالیں کتب حدیث اور دیگر کتب میں کثیر ہیں اور اس بات پر ہر شخص گواہ ہے جس نے اس کا تصور اس اصطلاح بھی کیا ہے اور (ت)

اقول میں دیکھو کسی اہل علم کو نہیں جانتا جو غلطی کے اس وجہ پر پہنچ چکا ہو کہ حدیث ضعیف کا ضعف بیان کرنے کے باوجود اس کی روایت کو مطلقاً محال تصور کرتا ہو کیونکہ اس میں اجماع مسلمین کی مخالفت ہے اور واضح طور پر تمام محدثین کو غما کا مرکب قرار دینا چاہیے اور یہ امر اذیہ ہے کہ ضعف بیان کیے بغیر روایت حدیث پر تو درست ہے نہذاً محقق و دانی کا قول لاسیما مع التنبيه على ضعفه۔ بحسب نہیں۔ اب ہم اس کے قول کی کردہی کے بیان کی طرف لوٹتے ہیں۔

اولاً اگر یہ بیان کردہ قول صحیح ہو اور اسے درج تسلیم کر لیا جائے تو پھر غلط حدیث ہی اس سے مراد ہوگا جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر آئے ہیں کیونکہ اگر بعض روایت کا نام ہی جھسل ہو تو لازم آئے گا کہ وہ شخص جس نے نماز کے بارے میں حدیث روایت کی اس نے نماز بھی لوگ کیا یا اس طرح روزہ کے بارے میں روایت کی تو نماز یا روزہ بھی رکھا ہو، باوجود اس کے امام غزالی کی دونوں کتب میں غلط عمل ہے اور اسی کی طرف محقق دوانی نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ان هذا لا يرتبط الا

اقول لا ارى احد اصنف يفتي الى الصلة يفتي في الفياة الى حد يحدس رواية الصافات مطلقاً حتى مع بيان الصفت فان فيه خسران لاجماع المسلمين وتاثيراً بينا بجسيم المحدثين وانما السمراد السمراد اية مع السكوت عن بيان الوهن فقول المحقق لاسيما مع التنبيه على ضعفه ليس ف محله واذن تعود الى تربيع مقالته فنقول **اولاً** هذا الذي ابدى ان مسلم و مسلم لم يمتش الا في لفظ القبول كما اشرونا اليه سابقاً فمجرد رواية حديث لو كان عملاً به لفر ان يكون من سوء حديث فب الصلة فقد صلى اوفى الصوم فقد صام و هكذا مع ان الواقع في حلال الامام في كلا الكتبتين انما هو لفظ العمل وهذا ما اشار الىه السيداني بقوله ان هذا لا يرتبط الا

وثانیاً اقول قد بینا ان القبول
انما مرجعه الى جواهر الفصل وحيث لم يكن في
ابطاله دليلنا المذكور فاعسا
ما تقدم.

وثالثاً اذن يكون حاصل التفرقة
ان الاحكام لا يجوز فيها رواية الضعفاء
اهل ولا لوجود في خصوص الباب حديث صحيح
الانهم الا مقروية ببيان الضعفاء اما ما دونها
كالفضائل فتجوز اذ اصح حديث فيه مخصوصه
والالا ببيان صحيح ما ذايصنم باليون مؤلفه
من احاديث مضطربة رويت في السبع والقصص
والنوع غزو الترغيب والترهيب والقصص
وسائر ما لا تغفل له بالاعتقاد والحكم
فقد ان الصحيح في خصوص الباب وعدم
الاقتراح ببيان الوهن وهذا ما اشار اليه
لدواني بالعلاوة.

اقول وعنه كذا توسع المسانيد
التي تسند كل صاحب عن صاحب
والمعاجم التي تولى كل ما دخل عن
شيخه بل والجوامع التي تجمع
امثال ما في الباب ورواه امت لم يكن
صحيح السند هذا الجليل الشافعي النجاشي
يقول في صحيحه حدثنا علي بن عبد الله
بن جعفر شام عن بن عيسى ثنا ابني بن
عباس بن مهمل عن ابيه عن جده

ثانیاً میں کہتا ہوں کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں
کہ قبول کا مرجع جواز عمل سے جواب اس کے
ابطال کے لیے خامساً ہے ہماری مذکورہ دلیل میں مذکور
گٹھ کے کافی ہے۔

ثالثاً اب حاصل فرق یہ ہو گا کہ حکام کے
بارے میں حدیث ضعیف کی روایت جباً نہیں
اگر اس خصوصی مسئلہ کے بارے میں حدیث صحیح موجود ہو
مخصوص اس صورت میں جائز ہے جب اس کا ضعف بیان
کر دیا جائے اور احکام کے علاوہ فضائل میں اس کا خصوصی
مسئلہ کی حدیث صحیح پائی جائے تو ضعیف کی روایت
جائز ہے اگر حدیث صحیح نہ ہو تو جائز نہیں مگر بیان ضعف
کے ساتھ جائز ہے اب ان ہزار کتاب کا کیا بنے گا جن میں
ہیں احادیث ضعیف مروی ہیں جو سیر، واقعات،
وخط، ترفیہ، ترغیب، فضائل اور باقی حدیثیں جو کا
قطع قیہ اور احکام سے نہیں اس کے ساتھ ساتھ خاص
اس مسئلہ کی حدیث صحیح بھی موجود ہو اور ضعیف حدیث کا
ضعف بھی بیان نہ کیا گیا ہو یہ ہے جس کی طرف ردائی نے
علاوة کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

اقول ان مسانید و مسند و مسند کے حوالے سے
روایات بیان کرتی ہیں اور معاجم جو شیخ سے محفوز شدہ آثار
کی حفاظت کرتی ہیں مگر جابری باب میں وارد شدہ احادیث
میں علی قسم کہ روایات جتنی کہتی ہیں اگر سند صحیح ہو مثلاً عیسیٰ
عظیم پادشاہ کا کہنا کہ میں کہتا ہوں میں علی بن عبد اللہ بن جعفر
نے حدیث بیان کی، میں میں میں نے حدیث بیان کی میں
ابن عباس بن سہل نے اپنے اپنے اپنے روایت میں کہنا

قال كان للجبس حبلى الله تعالى عليه وسلم في
حائضاً فرس يقال له الجبس أه في تذ هيب
التذيب للذ هب اي بن عباس بن سهل بن
مسعد الساعدي السدي في عن ابيه وابي بكرين
حزمو عنه معن القران وابي قديك وريد
بن الحباب وحماعة قال المد ولا بن ليس
بالقوي قلت وضعفه ابن معين وقال احمد
منكر حديث اه وكقول المد ولا بن قال النسائي
كما في الميزان والهرنقل في الكتابين وثيقه عن
احد وبه ضعف الد اسقطني هذا الحديث لاجرم
ان لا يعلل فذيه ضعف قال ماله في البخاري
غير حديث واحد اه قلت فانما الظن بالاب
عبد الله انه انما تاهل لال بحديث

نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہمارے ہمارے باغ
میں ایک گھوڑا تھا جس کا نام نمیت تھا ۔
عام ذہبی نے تذیب التذیب میں لکھا کہ ابی بن عباس
بن سهل بن مسعد الساعدي مدنی نے اپنے والد گرامی اور
ابو بکر بن حوام سے روایت کیا اور ان سے معن القران ،
ابی ابی قديك ، زید بن الحباب اور ایک جماعت نے
روایت کیا ، دو لابی لکھتے ہیں کہ یہ قوی نہیں میں کہتا
ہوں اسے ، ابن معین نے ضعیف کہا اور امام احمد کے
نزدیک یہ منکر الحدیث ہے اور میرمن میں ہے نسائی کا
قول دو لابی کی طرح ہی ہے اور دونوں کتب میں اس
کے بارے میں کسی کی توثیق منقول نہیں ، دارقطنی نے
اسی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ۔ لاجرم
خاطے نے کہا ہے کہ اس میں ضعف ہے اور کہا کہ

عنه قلت واما نحوه الميهي فاصعب واضعف
ضعفه النسائي والدارقطني وقال البخاري منكر
الحديث اي فلا تعل الرواية عنه كما مر لاجرم ان
قال الذهبي في احيه ابى انه واه ۲، مدعي الله قلله
عنه - (م)

میں کہتا ہوں اس کا بھائی عبد المہی ہے اور وہ
ضعف الضعاف ہے اسے نسائی اور دارقطنی نے
ضعیف کہا ، بخاری نے اسے منکر الحدیث کہا یعنی اس سے
روایت کرنا جائز نہیں جیسا کہ لاجرم ذہبی نے اس کے
بھائی ابی کے بارے میں کہا کہ وہ نہایت ہی کمزور ہے (د)

سنن صحیح البخاری باب اسم الفرس والجر
ملک غ سے بخاری ، ت سے ترمذی اور ق سے قزوینی مراد ہے ۔
۶۲/۱ ملکہ خلاصہ تذہیب التذیب ترجمہ ۳۲ من اسم ابی ۔ مکتبہ اثیریہ ساکنہ بل
۶۸/۱ ملکہ میزان الاعتدال فی نقد الرجال ترجمہ ۲۴۵ من اسم ابی ۔ دار المعرفۃ بیروت
خوش : تذہیب التذہیب ر ملکہ کے خلاصہ اور میزان الاعتدال دو کتابوں سے نقل کیا ہے ۔
۱۰ من ملکہ تقریب التذہیب ذکر من اسم ابی مطبوعہ مطبعہ فاروقی دہلی

لیں من یاب الاحکام والله تعالیٰ اعلم۔
 نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ابو عبد اللہ کے بارے میں گمان ہے کہ انھوں نے قسائل سے کام لیا، کیونکہ اس حدیث کا تعلق احکام سے نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ت)

ورابعداً اقول قد شاع و زاد ایراء
 الضعیف فی المتابعات والنشاهد مالم یقل بمنعہ
 فی الاحکام مطلقاً وان وجد الصحیح باطل صحیح
 ورج یرتفع التصویق وینہدم اساس المسئلة الجعم
 علیہا بیعت علماء المغرب والشرق لا اقول
 عن ہد اود الہ بل عن ہذیت الجبلیت
 الشافعیین صحیحین فیہ تنزل اکثر
 عن شرطوب فی خیر الاصول قال الامام النووی
 فی مقدمۃ شرحہ لصحیح مسلم عاب عاشون
 مسلماً رحمہ اللہ تعالیٰ بروتہ فی صحیحہ
 عن جماعۃ من الضعفاء والمتوسطین الواقعین
 فی الطبقة الثانیۃ الذین یسوا من شرط الصحیح
 ولا یحب عیبہ فی ذلک بل جوابہ من اوجہ ذکرہ
 الشیخ الامام ابو حمزہ بن الصلاح (۱) فی انت
 قال (۲) انیکون ذلک واقعاً فی المتابعات
 والنشاهد لانی لا اصول وذلک مان ذکر الحدیث
 اولاً یا ساد لطیف سجالہ ثقات ویجعلہ اصلاً
 ثم اتبعہ یا ساد اخر او اسانید فیہا بعض
 الضعفاء علی وجہ التکید بالمتابعۃ اولزیادۃ
 فیہ تنہی علی فائدۃ فیمادہ وقد احتذر
 الحداکر ابو عبد اللہ بالمتابعۃ والا متشہاد
 فی اخراجه من جماعۃ یسومون شرط

ورابعداً میں کہتا ہوں کہ متابع اور شواہد میں
 احادیث ضعیفہ کا زیادہ شائع اور مشہور ہے
 لہذا حدیث صحیح کی موجودگی میں احکام کے بارے میں
 حدیث ضعیف کے مطلقاً روایت کرنے کو منکر کرنا ضروری
 باطل ہے، لہذا اس میں مشرق و غرب تفرق ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ کی
 اساس جس پر علماء مشرق و مغرب اتفاق ہے گر نہ ہو جاتی
 ہے یہ میں (مسس یا اس) (یعنی عام آدمی) کی بات
 نہیں کرتا بلکہ علم حدیث کے دو بلند اور مضبوط پستار
 بخاری و مسلم کی صحیحی کردہ اصل کی نگاہ میں اپنے شرائد
 سے بہت زیادہ ترن میں آگئی، امام نووی نے
 مقدمہ شرح صحیح مسلم میں فرمایا کہ عیب نگاہے دول
 نے مسلم رحمہ اللہ علیہ پر یہ طعن کیا کہ انھوں نے اپنی کتاب
 میں بہت سے ضعیف اور ترسٹراویوں سے روایت
 لی ہے جو دوسرے طبقہ سے تفق رکھتے ہیں اور صحیح کی
 شرط پر ہیں، حالانکہ اس معاملہ میں ان پر کوئی طعن
 نہیں ہو سکتا بلکہ اس کا کوئی طریقوں سے جواب دیا گیا ہے
 جنہیں امام ابو عمرو بن صلاح نے ذکر کیا (۱) یہاں تک کہ
 کہا، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بات ان روایات میں
 ہے جنہیں بطور متابع اور شہاد ذکر کیا گیا ہے اصول
 میں ایسا نہیں کیا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ پچھلے ایک
 ایسی حدیث ذکر کی جس کی سند درست ہو اور تمام
 راوی ثقہ ہوں اور اس حدیث کو اصل قرار دے کر اس کے

واضحیح منهم مطر الوراق وبقیة بن الولید
ومحمد بن اسحاق بن یسار وعبد الله بن عیسی
المصری وسمعان بن راشد وکثیر بن مسلم عنهم
فی الشواهد فی اشیاء لهم کثیر بن انتھن وقال
الامام ابودرمحمد العیسی فی مقدمہ عمدة
القاری شرح صحیح البخاری یدخل فی التبع بعصه
ولاستشهاد روایة بعض الضعفاء و فی الصحیح
جماعة منهم ذکر و فی التابعات والشواهد

بدیہ طور تابع ایک اور مسند یا متعدد اسناد ایسی ذکر کی گئی ہیں
میں میں بعض روای ضعیف ہوں تاکہ متابعت کے ساتھ
تاکید جو یا کسی اور مذکور فائدہ سے پر تنبیہ کا احفظ مقصود
ہو، امام حاکم ابوعبد اللہ نے مذکور پیش کرتے ہوئے یہی کہ
سب کچھ میں صحیح کی شرط نہیں ان کو بطور تابع اور شاہد
روایت کیا گیا ہے، اور ان روایت کرنے والوں میں
یہ محدثین میں مطر الوراق، بقیہ بن الولید، محمد بن اسحاق
یسار، عبد اللہ بن عمر العری اور نعمان بن راشد،

امام مسلم نے ان سے شراہ کے طور پر متعدد روایات تخریج کی ہیں انتھن۔ امام ہرالدین مینی نے مقدمہ عمدة القاری
شرح صحیح بخاری میں تحریر کیا ہے کہ قواعد اور شراہ میں بعض ضعیفہ کی روایات بھی آئی ہیں اور صحیح میں ایک جماعت
محدثین نے قواعد اور شراہ کے طور پر ایسی روایات ذکر کی ہیں ان (د)

وخامسا أقول ما لا يخص الكلام

بغير لاصول هذه فن طهر منقطع من ستم
مروية في الاصول والاحكام ان لم تروها الخ
فن جاد ب وكم منهم التزموا بيان ما هنا
احالوا فلم يعيد عنهم الرواية المقررة
بالبيان اللهم لا ما در الداع خاص، وقد أكثر
قدما واحد يشا من الرواية من الضعفاء و
المجاهيل ولم يعيد قلت قد خافهم ولا اتكأ
ما ثم وهذا اسد بن عبد الرحمن المدمشقي
ان فطشيم الشافعي ومن رجال صحيحه
قال فيه الامام ابو حاتم عبدوق الا انه من

تخامسا ضعیف اور متوسط روای کی روایت کی بات
صلہ ہو، سو اب قواعد سے متعلق کرنے کی بجائے کیا
ضرورت جبکہ کثرت روایات کا کیا ایک ذخیرہ ہے جو
اصول و احکام میں مروی ہے اگر حلد ہی ان کو ذکر کریں تو ان
ذکر کرنا ہی بہت کم ہیں جسوں۔ نیچے ہیں اس بات کا التزام
کیا، رہ معاملہ روایوں کا توان کے ہاں رواہ کے ساتھ
بیان کا طریقہ معروف نہیں، البتہ کسی خاص ضرورت کے تقاضے
کے پیش نظر بیان بھی کر دیا جائے گا اور ان میں سلف و خلف یہ
معمول ہے کہ ضعیف اور معمول روایوں سے روایت بیان
کرتے ہیں اور اس بات کو ان میں طعن و گنہ شمار نہیں کیا جاتا
دیکھئے بیان بزرگوار جس روشنی جو کہ حافظ میرزا امام بخاری کے ساتھ
ہیں در صحیح بخاری کے راویوں میں سے ہیں ان کے بارے میں

من المتقدمة للامام السدي من شرح صحيح مسلم فصل ما يعلقون بسننهم
من المتقدم للصحيح بخاري، لما ذكر في الفرق من الاختيار والتأنيده، " برويت ۱۶/۱
۸/۱

امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ یہ صدوق ہے اگرچہ ان لوگوں میں سے ہے جو ضعیف اور مجہول راویوں سے بہت زیادہ روایت کرنے والے ہیں اور اگر میں ان ثقہ محدثین کے ہم شمار کروں جنہوں نے مجروح راویوں سے روایت کی ہے تو یہ داستان طویل ہو اور ان میں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جس نے یہ التزام کیا ہو کہ وہ اسی سے روایت کرے گا جس کے نزدیک ثقہ ہو مگر بہت کم محدثین مثلاً شعبہ، امام مالک اور احمد نے مسند میں اور کوئی ایک ڈکڑا جس کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی، پھر ان کے ہاں بھی معاملہ ان کے اپنے شیوخ تک ہی ہے اس پر نہیں دیکھنا ان کی سند سے کوئی ضعیف حدیث مروی نہ ہوتی اور محدثین کے ہاں ان میں سے کسی کا سند میں کجاہت نہ ہوتی کے بے کافی ہوتا ہے بلکہ صحت کے ساتھ سند ان تک پہنچی ہو حالانکہ یہ بات کسی ایک کے لیے بھی ثابت نہیں ہے امام احمد اپنے بیٹے عبد اللہ کو فرماتے ہیں، اگر میں اس بات کا ارادہ کرتا کہ میں ان ہی احادیث کی روایت پر اکتفا کروں گا جو میرے ہاں صحیح ہیں تو پھر اس مسند میں بہت کم احادیث روایت کرتا۔ علامہ ابن جریر نے اپنے اقوال روایت حدیث میں میرے طریقے سے انکار ہے کہ میں حدیث ضعیف کی نقل نہیں کرتا مگر جب اس باب میں مجھے کوئی ایسی کمی نہ ملے جو اسے

اروی الناس عن الضعفاء والمجهولين ثم ولو صوفت أسماء الثقات المرواة عن المجهولين نكثروا طال فليس مهم من استقرأه لا يحدث إلا من ثقة عند المنزلة قليل كشعبة ومالك وأحمد في المسند ومن شاء الله تعالى واحدا بعد واحد ثم هذا ان كانت فففي شيوعهم خاصية لا من فوقهم ولا الا لما اتوا من طريقهم ضعیف اصلا ولما كان مجرد وقوعهم في السند ليس بالصحة عند هذه الاصناف اليهم ولو ثبتت هذا لكانت هذه الاصناف الهامة يقولون لا ينسب اليهم لو ائمتنا ان اقتصر على ما صح عندنا من اس ومن هذا المسند الا الشئ بعد الشئ ولكنك يا حنف تصورن طريقتي في الحديث اني لا اخالف ما يضعف الا اذا كانت في الباب شيئا يدفعه ذكره في فتح المغيبات واما المتعوضون

عنه او اخر القسم الثاني الحسن ۱۲۷۲ (۱۰)

فأما أصدوت أمثال الكتب الثلاثة للبخاري
ومسلم والترمذي من التزم الصحة
والبیان الغیت عامة المسانید والمعاجیم
والسنن والجوامع والأجزاء تنطوی فی
کل ماب علی شکل نوح من انواع الحدیث
من دون بیان، و هذا مما لا ینکره
لاجل هل او متجاهل فان ادعی موع انهم
لا یتحدون ذلك فقد نسبهم الی احتیاج
ملا یمیعون وان شریحهم من اعم انهم
لا یفعلون ذلك مهم بضمهم علی خلطه
شاهدین و هذا البوداود الذی لیس له الحدیث
کما الین له او علیه الصلاة والسلام
الحدید، قال لیس له الی اهد من سرب له
تعلی ان ما کان فی کتابی من حدیث فیه وحسن
شدید فقد ینته ومنه ما لا یصح سنده و
عالم الذکر فیه شیء فهو صالح ولعلها اعم
من بعض، و هذا الصحیح ما اعمده الامام الی قط
ان لفظ صالح فی کلامه اعم من ان یتکون الاحتیاج
اولا و احتیاجا فاما رفق الی الصحة ثم الی الحسن
فهو بالمعنی الاول و ما عدها فهو بالمعنی
الثانی و ما قهر من ذلك فهو الی فیه
وهن شدید و هذا الی شدید

رو کر فی فتح الغیث میں مذکور ہے باقی میں محدثین کی
تصنیفات و اگر آپ امثال انکسب بخاری و مسلم اور ترمذی
تینوں کتابوں کو سے تجاوز کریں جنہوں نے صحیح بیان کا التزام کر لیا
تو آپ انہیں مسانید، معاجیم، سنن، جوامع اور اجزاء
کے ہر سر باب میں ہر قسم کی احادیث بغیر بیان کے
پائیں گے اس بات کا انکار جاہل یا متجاہل ہی کر سکتا ہے اور
اگر کوئی دعویٰ کرے کہ محدثین کے ہاں یہ بات نہیں تو یہ
ان کی طرف ایسی بات کی نسبت کہ جس سے لازم
آتا ہے کہ ایسا عمل کرتے ہیں جسے وہ جائز نہ سمجھتے تھے اور
اگر کوئی یہ ذمہ رکھتا ہو کہ وہ ایسا نہیں کرتے تو ان کا عمل
اسی کے برخلاف خود شاہد ہے، امام ابو داؤد
کو ہی مجھے ان کے فی حدیث اسی طرح آسان کوئی بھی جرح
حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے تو ہا زہر ہو جاتا تھا
بہرحال، سند میں کوفہ خط میں لکھا میری کتاب
(سنن ابی داؤد) میں جن بعض احادیث کے اندر نہایت سخت
قسم کا ضعف ہے اس کو میں مذہبان کر دیا ہے، اور بعض
ایسی ہیں کہ ان کی سند صحیح نہیں اور جس کے بارے میں میں
کچھ ذکر نہ کروں وہ اس قدر قلیل کے لیے صالح ہیں اور بعض حدیث
دوسری بعض کے اعتبار سے صحیح ہیں اور صحیح وہ ہے جس کا
امام حافظ نے افادہ فرمایا ہے کہ ابو داؤد کے کلام میں لفظ صالح
اس قدر قلیل اور احتیاجاً دونوں کو شامل ہے، پس جو حدیث صحت
پھر کسی کے دیر پر پہنچے وہ بھی اول کے لحاظ سے صحیح ہے اور جو
ان دونوں کے علاوہ ہے وہ بھی ثانی کے لحاظ سے صحیح ہے

الواقعة فليكن به دأى قيل وقيل وقد نقل عن اعلانه
سيرة النبلاء للذهبي ان ما ضعف استانه نقص

عنه على قيل حسن عبده واختاره الامام المنذرى
وبه حزم ابن الصلاح فى مقدمته وتبعه الاصحاب
المنووى فى التصريح اى وقد لا يكون حسنا عند غيره
كما فى ابن الصلاح وقيل صحيحه عبده وحسن عليه
الامام الترمذى فى نصب الراية عند ذكر حديث الثقلين
وتبعه الصلاحه حلى فى الغنية فى فصول
الواعظين وكذا فى بقاى ههنا انه قد لا يصح عند
غيره بل ولا يصح ادا الامام بن الهيثم فى الفتاوى
ول الكتاب وتعليقه فى المحبية قيل صحة الصلوة
فاقتصر على العجبة وحى تشبهه يقترب منه
قول من قال حسنه هذا الذى ذكره الحافظ تبعه
فيه الصلوة القسطنطينى فى مقدمة الارشاد
خاتم الحفاظ فى التصحيح فى فروع فى الحسب قال
نكى ذكر ابن كثير انه روى عنه ما سكت عنه فروج حس
فانحصر ذلك فلا شك ان اقول لقائل ان يقول
ان الحسن اطلاقا ذاتى القدح فقل ما ذكره
نما القوم على هوالذى شعره وامره فايد ربنا
انه ان صح حسه فذلك لم يرد به الا هذا الذى
استقر عليه الاصطلاح فافهم والله تعالى
اعلم ۱۲ منه (هـ)

اور جو اس سے بھی کم درجہ پر ہے وہ ایسی بڑی جسم منعمت
شیر پر نفس الامراس پرشاد ہے اور تجر پر بھی طارم ہے
اور چرچیل کے طور پر کیا گیا ہے

یعنی بعض نے کہا کہ اس کے نزدیک وہ حسن ہے اسے
امام منذری نے اختیار کیا، اسی پر ابن صلاح نے مقدمہ
میں جو ذکر کیا اور امام نووی نے تقریب میں اسی کی اتباع کیا
یعنی کبھی اس کے غیر کے ہاں وہ حسن نہیں ہوتا جیسے کہ
مقدمہ میں اصلاح میں ہے، اور بعض نے کہا کہ اس کے
نزدیک وہ صحیح ہے امام ذہبی نے نصب الراية میں ثقلین والی
حدیث کے ذکر میں اسی پر چلے ہیں اور علامہ حلی نے
فیض المستقل کی فصول فی التواضع میں اسی کی اتباع کی ہے
اور اسی طرح یہاں کہا جاسکے گا یعنی کبھی اس کے غیر
کے ہاں وہ صحیح نہیں بلکہ حسن ہی نہیں ہوتا۔ امام ابن ہمام
نے مع القدر ابتداء اسے کتاب میں لکھ کر شکر گرد نے
حلیہ التحمل میں صفۃ الصلوة سے متروک اپنے اس کے صحیح
ہونے پر اکتفا کیا ہے اور بات الیہ دونوں اقوال کو
شامل ہے پس یہ اس کے قول کے قریب ہے جس نے
کہا وہ حسن ہے یہ وہ ہے جس کا ذکر حافظ نے کیا ہے ورنہ
ارشاد الساری میں علامہ قسطنطینی نے اسی کی اتباع کی ہے
اور تدریس میں مائت الحفاظ نے بیان فروع فی الحسن،
لیکن ابھی تحریر نے کہا کہ ان سے بڑھ کر حسن پر انہوں نے
سکوت کیا، وہ حسن ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کئی اشکال
باقی نہیں رہتے اہ اقول (میں کہتا ہوں) کوئی یہ کہہ سکتا

ہے کہ حسن کے تو مختلف الملاقات ہیں بہت کم قیاس نے اس کا ذکر کیا ہے صرف امام ترمذی نے اس کو شہرت دی اور اس
کا اجراء کیا پس انھیں عزت نے ہماری تائید فرمائی کہ اگر اس سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہو جائے تو انہوں نے
اس سے بھی مراد لی ہے نہ کہ جس پر اصطلاح قائم ہو چکی ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ دست

حفظ و یقیناً ہذا ایک عہ بود او د عالیہ
 و معلوم ان کتاب ابی داؤد ہی موضوعہ الاحکام
 وقد قال فی سائلہ المالم اصبحت کتاب السنن
 الا فی الاحکام ولم اصبحت فی الشرع و غرضائل
 الامان وغیرہ ۴۰ قال الشمس محمد المجلد
 فی حاتم المبعث اما حمل ابن سیدانا فی شرحہ
 للترمذی قول السلفی علی ما یوقم التوسیع
 فیہ من محرمہا وغیرہ بالضعف یقتضی کما
 قال الشارح فی التکید ان ما کان فی المکتب الخمسة
 مسکوتاً عنہ ولم یصرہ لضعفہ انیکون صحیحاً
 یسب هذا الاطلاق صحیحاً
 بل فی کتب السنن احادیث لم یشکل فیہا
 الترمذی و ابو داؤد و لم نجد فیہا کلاماً
 مع ذلك من ضیعہ و قال فی السقاة الحق
 ابیہ ای فی مسند الامام احمد رحمہ اللہ
 تعالیٰ عنہ احادیث کثیرہ صحیفہ و بعضہا
 اشدد لضعف من بعض کلام و قتل بعضہ
 من شیخ الاسلام الحافظانہ قال
 لیست الاحادیث المزائدا فیہ علی
 عاقب الصحیحین باک و ضعف من
 الاحادیث المزائدا فی سنن ابی داؤد
 سیر اعلام النبلاء ترجمہ ابی داؤد و ابن اشعث

اور امام بخاری کی اعلام سیر النبلاء سے منقول ہے کہ جس حدیث
 کی نہ ضعیف لکے نہ ہی کا حفظ ناقص ہوئے کی وجہ سے جو تو
 ایسی حدیث کے بارے میں ابو داؤد سکوت اختیار کرتے ہیں
 اور یہ بات معلوم ہے کہ ابو داؤد شریف کا موضوع الاحکام ہیں
 کیونکہ سنن کے بارے میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ کتاب
 الاحکام ہی کے لیے لکھی گئی ہے زہد اور فناء کی اعمال وغیرہ کے لیے
 نہیں اور جس حدیث کی شرح لکھی گئی ہے بیان کیا ہے
 کہ ابن سیدان نے اپنی شرح ترمذی میں قول سنن کی ایسی
 حدیث پر لکھ لیا ہے جس کے بارے میں اس نے خروج وغیرہ
 کی ضعف کے ساتھ تصریح واقع نہیں ہوئی پس اس کا
 اتنا فاسد ہے جیسا کہ شارح نے تحریر کیا کہ کتب خمسہ میں جس
 حدیث پر سکوت اختیار کیا گیا ہو اور اس سے ضعف کی
 تصریح نہ کی گئی ہو وہ صحیح نہ ہو بلکہ اکثر اطلاق صحیح نہیں کیونکہ
 کتب خمسہ میں ایسی احادیث موجود ہیں جن پر ترمذی یا
 ابو داؤد نے کلام میں کیا اور ترمذی کسی غیر سے بارے علم کے
 مطابق ان میں گفتگو کے ساتھ وجود وہ احادیث ضعیف ہیں
 اور مرقات میں فرمایا کہ یہ ہے کہ اس میں مسند احمد ہی اس
 قائلے حدیث میں مستثنیٰ احادیث ایسی ہیں جو ضعیف ہیں
 اور بعض دوسری حدیث کے اعتبار سے زیادہ ضعیف ہیں اور
 اور محترم اس اس کے بعد شیخ الاسلام حافظ نے نقل کیا کہ
 اس میں (یعنی مسند احمد بن حنبل میں صحیحین پر جو زائد احادیث
 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۳/۲۱۴

۵/۱ مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور
 سنہ فتح المبعث شرح الخیرۃ للحدیث السنن و القسم الثاني المطبوعہ دارالامام الطبری بیروت ۱/۱۰۰ و ۱۰۱
 سنہ مرقات شرح مشکوٰۃ المصابیح شرط البخاری و سلم انہی الترمذی المطبوعہ دارالامام

والترمذی علیہما وبالجملة فالسبیل واحد
لین، مراد الاحتجاج بحديث من السلف
لا سیما سنن ابن ماجہ و مصنف ابن ابی شیبہ
وعبد الوہاب مما لا مرئیہ اشاد بحديث
من السانید لان هذا مکملها لعل شرط جامعها
الصحة والحسن وثلاث السبیل انت المحتج
انکان اهلا للنقل والتصحيح فليس له انت
يعتبر بشئ من القميين حتى يحيط به وانت
ليرى ان هذا لذات فاني وجد اهلا تصحيح
او تصحيح فلهذا والا فلا يقدم على
الاحتجاج فيكون كحاطب ليل فلهذا يحتج
باباطيل وهو لا يشهره وقال الامام
عنه الشهور وروى في علوم
الحديث حكى ابو عبد الله بن مندة
الحافظ انه سمع محمد بن سعد
اباوردع بمسهر يقول كانت من
مذهب ابی عبد الرحمن الساسی
ان یخروج عن کل من لم یحکم
على تركه او قال ابن مندة وكنه
البود او السجستانی یاخذ ما خذ
ويخرج لاسد الغنیمت اذا لم
يجد فی الباب غیره ولا من اقرب عنده
من رای الرجال انه وفيها یعیده ثم

میں وہ سنن ابی داؤد اور ترمذی میں صحیحین پر راہ سادہ
سے زیادہ ضعیف نہیں ہیں الغرض راستہ ایک ہی ہے
اس شخص کے لیے جو احادیث سنن سے استدلال کرنا
چاہتا ہے خصوصاً سنن ابن ماجہ، مصنف ابن ابی شیبہ
اور مصنف عبد الرزاق۔ کیونکہ ان میں سے بعض کا ساتھ صحت
ہو یا استدلال ان احادیث سے جو مساید میں ہیں کیونکہ
ان کے جامعین نے صحت و حسن کی کوئی شرط نہیں رکھی اور
وہ راستہ ہے کہ استدلال کرنے والا اگر نقل و تصحیح کا جلی ہے
تو اس کے لیے ان سے استدلال کرنا اس وقت درست
ہو گا جب سر لٹا دے دیکھ کر پوچھے اور اگر وہ اس بات کا
اعمال نہیں تو اگر ایسا شخص پاس ہے جو تصحیح و تحقیق کا جلی ہے
تو اس کی تقلید کرے اور اگر ایسا شخص نہ پاس ہے تو وہ
استدلال کے لیے قدم ہائے وندہ رت کو نکالے
اکٹھی کرنے والے کی طرح سر کا ہوسکتا ہے وہ باطل کے
ساتھ استدلال کرے اور اسے اس کا شعور نہ ہو اور
اباوردع بن شہروری نے علوم حدیث میں فرمایا: ابو عبد الله
بن مندة حافظ نے بیان کیا کہ انہوں نے بعد میں محمد بن سعد
بادروی سے کہنے سنے سننا ابو عبد الرحمن ساسی کا
مذہب یہ ہے کہ ہر اس شخص سے حدیث کی تخریج کر سکتے
ہیں جس کے ترک پر اجازت نہ ہو اور بن مندة نے کہا
اسی طرح ابو داؤد سجستانی اس کے مانع کو بچے اور سند
ضعیف کی تخریج کرتے ہیں نیز اس باب میں اس کے
علوم کوئی دوسرے پر ترجیح دینا کہ ان کے نزدیک لوگوں کی

کثیرۃ مراندة علی اصلہ وفيہا الصحيح
والحسن بل والصحيح ايضا فينبغي التعرّف
فی محکوم علیہا، یضاهى فیہما فیصوص العلماء فی
ہذا الباب کثیرۃ جدا وما اوردا کاف فی
اہانتہ ما قصدناہ بالجملة فروایتہم الضعاف
من دون بیانت فی کل باب وانما لو
یوجد الصحيح معصوم مقرر لا یرد ولا ینکر
وانما اظہرنا ہذا لما شیعنا خلافہ من
کتاب بعض المجتہد، و محمد ظہر
علی کثرت الغمۃ وتبیت القدم
فی الزلۃ فاستبان ان لوکان السواد
ما نزعہم ہذا لدی تعدا قریب لکانت
الفرقة بین الاحکام والصعاف
قد تعدت ثلثا والنسالة الاجماعیۃ
من ساسہا قد انہضت معیت
ہذا وجہ ولان تعدد مسائل
امحاء الضعاف وتقول علی وجہ التشقّق
ان المحکم الذی رويت فیہ الضعاف مطلقہ ہل
یرجع فیہ صحیحہ ام لا فان وجہ فقد
مرود الصعيف ساکتین فی الاحکام الضع
عند وجود الصحيح فایمن الفرق
وانما لو یوجد فالامر اشد قائم
النتجۃ ملحق الی اہم بعدہن سوق الا سانیہ

استخراج کر سکتے ہوئے اصل پر بہت کچھ زیادہ اضافہ
نقل کی ہیں ان میں صحیح، حسن بلکہ صحیفہ بھی ہیں لہٰذا ان پر
حکم لگانے سے شرب استخراج و اعتبار چاہئے اور
علم کی تصریحات اس معاملہ میں بہت زیادہ ہیں اور
جرم نے نقل کر دی ہیں ہمارے مقصود کو واضح کرنے
کے لئے کافی ہیں، العرض محمدی نے ضعیف حدیث پر فتاویٰ
کے مسئلوں میں ذکر کی ہیں اگرچہ اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث
نہ پائی گئی ہو اور یہ بات معلوم و مسلم سے نہ اس سے نہ
کیا جاسکتا ہے اور نہ اس کا انکار ممکن ہے۔ ہم نے
یہ طویل بحث اس لئے کر دی ہے کہ بعض بزرگوں کے
کلام سے ہم نے اس کٹھن محسوس کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ
کے لئے یہی خواہش ہے کہ ہم نے تباہی کر دی اور جھٹکنے
مقام پر نہایت قدم رکھا پس اب یہ بات واضح ہو گئی کہ اگر
اس کی مراد وہی جرم ہے تو کافری کا قتل کیا تو پھر حکام اور ضعاف
کے درمیان تقریبی تم ہو گئی اور اجماعی مسئلہ کی بنیاد منہدم
ہو گئی ایک یہ ترجیح ہے اور ایک دوسری آسان راہ اختیار کرتے
ہوئے علی وجہ التیقن یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ حکم جس کے
بارے میں مطلقاً ضعیف حدیثیں ملتی ہیں کیا جائے گا اس کی
صحیح حدیث پائی جاتی ہے لہٰذا یہ حدیث صحیح پائی جائے تو لازم نہ کہ
انہوں نے حدیث ضعیف احکام میں بھی صحیح کے ہوتے
ہوئے کوتاہ روایت کی ہے تو اب فرق کہاں ہے ؟
اور اگر موجود نہ ہو تو معاذ اس سے بھی زیادہ شدید ہے
اگر معترض یہ کہہ دے کہ حدیثیں سرقہ سمند کو ہی بیان

مہ البیان می قدر يوجد منهم رواية الضعاف في الاحكام ما لا مقرنة) کہ روایت سکوتنا نہ ہوگی بلکہ یہاں تک کہ روایت کے جواب میں :

قلت اولاً هذا شئ قد يسديه بعض العلماء عدم امن روى الموضوعات ساكتاً عليها ثم لا يقولون - قال الذهبي في الميزان كلاماً حسن - منه في ابى نعيم فطيم لا احب حكايته ولا قبل قول كل منهما في الآخر بل هما عندى مقبولان لا احذر لهما ذنباً اكبر من روايتهما الموضوعات ساكتين عليهما وقد قال العراقي في شرح القيسية من ابرر اسماده منهم فهو البسط لعدم ادوال حال ناظم على الكشف عن مسئلة و تكاثف لا يجوز لسر السكوت عليه اه

ثانياً لا يعهد منهم ايراد الاحاديث من اعم باب كانت الا مسئلة فبهذا بيان لم تفلح عن احاديث العضايل ايضا فهاذا تم حلوا في هذه ادوية لك .

قرودیتے ہیں ، پس اس مشورہ میں حکما میں مضبوط حدیثوں کے
یہاں تک کہ اولاً یہ وہ چیز ہے جس کو بعض علماء نے ان
لوگوں کی طرف سے حذر کے طور پر پیش کیا جو موضوعات
کو سکوتنا روایت کرتے ہیں پھر انہیں قبول نہیں کرتے۔
دہی نے میزان میں کہا کہ ابو نعیم کے بارے میں ابن منذر
کلام نہایت ہی دیک ہے میں اسے بیان کرنا بھی پسند
نہیں کرتا اور میں ان دونوں کا کوئی قول ایک دوسرے کے
بارے میں نہیں سنتا بلکہ یہ دونوں میرے نزدیک مقبول
ہیں اور میں ان کا سب سے بڑا گناہ یہی جانتا ہوں کہ
انہوں نے روایات موضوعہ کو سکوتنا روایت کیا ہے اور انکی
نشان دہی نہیں کی اور اسی نے شرح الفیہ میں کہا کہ ان
میں سے جس نے اپنی سند کو داغ کیا تو اس نے اپنا حذر
طریق کیا کیونکہ اس طرح اس نے ہرگز کو سند کے حال سے
آگاہ کیا ہے اگرچہ اس کے لیے اس پر سکوت جائز تھا اور
ثانیاً ان کے دل ہر باب میں یہ معروف ہے
کہ اس میں مسئلہ احادیث لائی جائیں گی تو اس بیان سے
احادیث ضحال بھی الگ نہیں پھر ان میں تضال کیوں
اور وہ سری روایات میں نہ ہو۔

علمہ فی احمد بن عبد اللہ ۱۲۴ (م)
علمہ بقوله فی التذیق فوج الموضوع قبیل التبیہات
۱۲۴ (م) فی احمد بن عبد اللہ (م)

سہ میزان الاعتدالی غازی ترجمہ ۳۴۸ احمد بن عبد اللہ ابو نعیم (م) مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۱/۱
سہ تہذیب الراوی شرح التقریب المردون وضع الحدیث مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور ۲۸۹/۱

ثالثاً اولاً اسناد هو البیان المراد
لاستحال مروایة شیء من الاحادیث منقلاً
عن البیان فان الروایة لا تكون الا
بالاسناد ، قال فی التدریب حقیقة الروایة
نقل السنة ونحوها واسناد ذلك الى من
عزى لیه تحدیث واجبار وغیرہ الخ
قال الزرقانی تحت قول الواجب روی
جید المروایة بسنده الخ بسنده ایضاً
والا فهو مدلول روی الخ وقال ایضاً
تحت قوله روی المخطیب
بسنده ایضاً فهو جند هم مدلول
روی الخ واذا انتهى الكلام سألنا
ما استقراره من التحقيق بتوفیق اللہ تعالی
علی ما هو مرادنا فنجد انی ما كنا فیصد
حامدین اللہ تعالی علی صمد البخریة الی کل نبیہ
مصلین علی مدیہ اکرم و اللہ صمد
وسامو صمدیہ

اقادہ بست و دوم

ثالثاً اگر سند بیان مراد ہی ہو قربان کے بغیر
کوئی حدیث مروی بھی نہ ہوگی کیونکہ روایت میں سند تو
ضروری ہے ، تدریب میں ہے کہ حقیقت روایت
سنت وغیرہ کا نقل کرنا اور اس بات کی سند کا ذکر کرنا ہے
کہ یہ فلاں نے بیان کیا فلاں نے اس کی اطلاع دی
وغیرہ لکھنا اور زرقانی سے مراد ہے کہ عبارت "روی
جید المروایة بسنده" کے تحت لکھا کہ بسندہ کا لفظ
صوف وضاحت کے لیے ہے اور وہ "روی" کا مدلول
ہے اور مراد ہے کہ عبارت "روی" المخطیب سے لکتے
یہی بات زرقانی نے بھی کہ بسندہ وضاحت ہے تر
ان کے ہاں فقط "روی" کا مدلول بھی یہی ہے اور جب
ہماری یہ کتب مکمل ہو چکی تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تحقیق
کا دل دہ پتہ دیا اس پر جو ہماری مراد تھی اب ہم
واپس اس سند کی طرف لوٹتے ہیں جو ہمارے مراد ہے
اللہ تعالیٰ کی جے ہمارے ہر وعدہ کو کرتے ہوئے جو اس
اپنے ہر نبی کو عطا کی ہیں اور صلاہ و سلام پڑھتے ہوئے
نہی کرے اور آپ ہی آل و اصحاب اور باقی جمیع پر امت
نہی کرے اور اس کتاب پر تصدیق سے سہ ہر لفظ اور ہر حکم

صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۷۸ھ

صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲۷۸ھ

سن تدریب الراوی شرح التدریب خلیۃ المزلت / و فیما فاؤ / حدیث مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ پڑ / ۱۴۰۰ھ
شرح الزرقانی علی الراوی المخریہ المقصد الاول فی تشریع اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ / ۱۳۹۵ھ
سن ۱۳۹۵ھ

جست بناتا نہیں، جس نے افادات سابقہ کو نظر مائر و قلب حاضر سے دیکھا سمجھا اُس پر پہلے حاجت بیان کا ہر دیاں ہے کہ حدیث ضعیف سے فصائل اعمال میں استحباب یا محل احتیاج میں کراہت تیز یا امر مباح کے تا ئید یا حجت پر مستند کرنا اُسے حکام میں جست بنانا اور محال و حرام کا ثبوت ٹکڑا نہیں کرنا ہست تو خود حکم اصالت ثابت اور استحباب تیز وہ قطعہ شرعیہ و ارشاد اقدس کی کیفیت و قد قیل و غیرہ احادیث صحیحہ سے ثابت جس کی تقریر سابقہ زیور گوشت سامعین ہوئی حدیث ضعیف اس نظر سے کہ ضعف سند مستلزم غلطی نہیں ملتی کہ واقع میں صحیح ہو صرف امید و احتیاج پر باعث ہوئی آگے حکم استحباب و کراہت اُن قواعد و صحاح نے افادہ فرمایا اگر شرع مطہر نے طلب مصالح و مصلحت مفاسد میں احتیاج کو مستحب نہ مانا ہوتا ہرگز ان مواقع میں حکام مذکور کا پتا نہ جوتا تو ہر نے حاجت کراہت مندویت جو کہ ثابتہ کی دلائل محرم شرعیہ سے ثابت کی نہ حدیث ضعیف سے اقول تاہم زانیہ کی درود ضعیف وہ بھی لذائذ بلکہ ملائعہ امکان صحت ترمی و احتیاج کا دائرہ ہوا ہے اگر اُسی کی طرف تجرنا نسبت اثبات کر دیں مجاہدہ و جہت بالضعیف میں ہائے استعانت تو ادنیٰ مدافعت سے صادق کہاں اگر دلائل شرعیہ سے ایک امر کی حرمت ثابت ہو اور کوئی حدیث ضعیف اُس کے کسی فرد کی طرف جیسے مثلاً کسی حدیث مجروح میں خاص مطلق و غروب یا استو کے وقت بعض نماز نفل کی ترغیب آتی تو مرعرتی کہ جائے کراہت اس کا استحباب یا جواز ثابت کریں تو اسی حدیث ضعیف سے ثابت کریں گے اور ضابطہ اثبات ہمیں یہی اور دلائل شرعیہ مثبت نہ یہ یا حاجت ہوں اور مضافات میں بھی نفی اسی وجہ سے بغیر حرمت نہ ہوگی مثلاً مقرر اوقات کے سوا کسی وقت میں اور اسے سستی یا عین بشتوں کے علاوہ کسی رشتہ کی حرمت سے نکاح کو کوئی حدیث ضعیف منع کرے حرمت نہ دینی مانے گی ورنہ ضابطہ کی صحت پر ترجیح لازم آئے لکھنا نہ یہ معنی میں کلام علماء کے کہ حدیث ضعیف دربارہ احکام محال و حرام معمول پر نہیں۔

تھو اقول اصل یہ ہے کہ جست ذو جہات اصل کسی شے کو ثابت کرے کہ جہات مطابق اصل ہے خود اسی اصل سے ثابت و ثابت کیا گیا محتاج اثبات ہو گا و لہذا شرع مطہر میں جو اس کے مانے جاتے ہیں جو ضابطہ اصل کا مدعی ہوا اور اسے دما و فروق و مضار و نہائت تمام استیسا میں اصل یا حجت ہے تو ای میں کسی نسل کے جواز پر حدیث ضعیف سے استناد کرنا صحت غیر ثابتہ کا اثبات نہیں بلکہ ثابتہ کے تا ئید ہے۔

هذا تحقیق ما أسلفنا في الأفادة السابقة
 من حيث المحقق الدواني، وهذا هو معنى
 ما نص عليه الأمامان حقيق العبد و
 سلطان العلماء عز الدين بن عبد السلام و تبعهما
 شيخ الإسلام الحافظ ونقله تلميذه السخاوي
 يرد تحقيقه حيث هو برونه افادة سابقه في حق دواني
 والى من بيان كذا ويرد حقيقته ومعنى حيث
 تعبر به الإمام بن وقيل العبد و سلطان العلماء عز الدين
 بن عبد السلام من كذا و شيخ الإسلام حقيقه ان
 دون كذا احتياج كذا اور ان كذا شاعر سخاوي من

فی فتح البغیث وفي قول الیدیع والیوط فی
المداریب والشمس محمد الرمی فی شرح
المنہاج النوری . ستم من الفقیة ، ثم
اشہ عن الرمی الصلوة المشریفة فی عذیة
ذوی الاحکام والصحف المدقق العذقی
الدر المختار و اقراء هما وصحشو الدر المنجلب
والطحاوی والنشائی فیہا فی مسحة الخلق
مستهم من العذیة ، من اشراط العمل
بانضیف باندراجہ تحت اصل عامہ و اذا
حققت لیس بتقید شراند بل تعریج معصون
مانصوا علیہ ان العمل بہ فیما وراء العقائد
والاحکام ، کما اوضحناہ لک وبہ ازما انزہا ق
بعد انہ یحق ما ظن الظانان صحت انت
السلام فی الاحکام الثابتة بالصحاب ، کیف
ولکان کذلک لما حیث جاتی ہذا الاشترط
کما لایحیی واللہ الہادی الی سوری الصراط .
ہوں اور یہ مطلب اس لیے نہیں ہو سکتا کہ اگر صلیہ بہرہ تو یہ شرمانگانہ کی غمناجی نہ تھی جیسا کہ واضح ہے ، اور
لہذا تمہارے سیدھے راہ کی ہدایت دینے والا ہے ۔ (د)

فی الثبوت اور القول الیدیع میں ، یوطی نے تدریب
میں جس الدین محمد رطی نے شرح المنہاج النوری میں
اسے نقل کیا ہے یہ چھ شوافع میں سے ہیں ، پھر
رطی سے علامہ شریعتی نے عقیدہ ذوی الاحکام میں
اور محقق و مدق الاعلانی نے در مختار میں اسے نقل کیا
اور اسے ان دونوں نے اور در مختار کے محشین سمی ،
طحاوی اور شامی نے اپنے اپنے حاشیہ درمذہبی کی
میں ثابت رکھا یہ پانچ حنفی ہیں (اور وہ یہ ہے) کہ
حدیث ضعیفہ پر عمل کے لیے شرایہ ہے کہ کسی علمی
ضابطہ کے تحت داخل ہو اور جب تو اس کی تحقیق کرے
تو یہ کوئی زائد قید نہیں بلکہ اسی مضمون کی وضاحت ہے
جس کی انہوں نے تصریح کی ہے کہ اس پر عمل عقائد
والاحکام کے بارے میں کیا جائے گا ، جیسا کہ ہم نے
پہلے اسے واضح کر دیا ہے در اس سے ان دو علما
کا خوب زور جو دنیا جو یہ گمان رکھتے تھے کہ یہ ان علما
کے بارے میں کلام ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت
اور

بکہ انہ اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ بعض متکلمین طائفہ جدیدہ کا لازم باطل کر ان احادیث سے جواز
قبول اباب میں پر دلیل لانا احکام حلال و حرام میں انہیں عینیت بنانا ہے اور وہ بتصریح علماء نابزہ بعض مخالفہ
قریب دبی حرام ہے ذی برہش نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ وہی علماء جو حدیث ضعیفہ کو حلال و حرام میں حجت نہیں
مانتے مگر احادیث ضعیفہ سے انہی کے جواز و استحباب پر دلیل لاسکتے ہیں جس کی چند مثالیں افادہ سابقہ
میں گزریں کیا معاذ اللہ علامہ کہہ اپنا کئی تو نہیں سمجھتے اپنے مقررہ قاعدہ کا آپ خلاف کرتے ہیں کیا افادہ ضعیفہ
میں امام ابن امیر الحاج کا ارشاد نہ سنا کہ جہر ملہ کے نزدیک فضائل اعمال میں حدیث ضعیفہ قابل عمل ہے تو کسی فضیلت کی
اہمیت نہ رکھنا پھر یہ اول و لیکن الوہابیہ کا یسمعون و ادا سمعوا لا یعقلون رب انی اسألتک العفو و

لعافیتہ اصین (دو ہی ترفیع ہی نہیں، نئے ہیں تو کچھ نہیں، اسے میرے رب! میں تجھ سے غزوہ معافی کا سوال کرتا ہوں، آمین۔ ت۔)

افادہ بسط و سوم (ایسے مواقع میں ہر حدیث ضعیف غیر موضوع کام دے سکتی ہے)

اقول اولاً ہر عطا کے حادثات مطالعہ کیجئے تو وہ مواقع مذکورہ میں قابلیت عمل کے لیے کسی قسم ضعف کا قیاس نہیں کرتے، صرف اتنا فرماتے ہیں کہ موضوع نہ ہو فتح القدر و الفتح عرق و شرعاً البتہ المصنف میں تھاغید الموضوع (موضوع کے علاوہ ہو۔ ت۔) مقدمہ ابن الصلاح و تقریب میں ماسوی الموضوع (موضوع کے سوا ہو۔ ت۔) مقدمہ سید شریف میں دون الموضوع (موضوع نہ ہو۔ ت۔) علیہ الذی لیس بموضوع (ایسی روایت جو موضوع نہ ہو۔ ت۔) اذکار میں ان الفاظ سے اجازت نہ نقل فرمایا کہ عالم یکن موصوفاً (وہ جو کہ موضوع نہ ہو۔ ت۔) یعنی امام ابن عبد البر نے اجماعاً محدثین ذکر کیا کہ وہ مباحین کل (محدثین ان کو تمام سے روایت کرتے ہیں۔ ت۔) یہ سب عبارات باللفظ یا بمعنی افادات سابقہ میں گزریں، ان دو قافی شرعاً مواہب میں سبب عسادة المحدثین، التماسہ فی غیر الاحکام و العقائد مالم یکن موضوعاً (محدثین کی عادت ہے کہ غیر احکام و عقائد میں سبب ہلی کرتے ہیں اس میں جو موضوع نہ ہو تو نہ ہی مقامہ علی سیرۃ الانسان العیون میں فرماتے ہیں،

علیہ ذکر صاحبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
تحت حدیث صحابۃ لقمرہ مل انتال سیدہ (۱۲۸) ہ
مجلس کے اشعار سے چاند کے ساتھ بیٹھے (خک بانے، کا بیلا سہرہ وہاں اس کا ذکر ہے دیکھو۔ ت)
عکس نقل ہے وہاں سیاق میں حیون و ذکر بعض
الاشرف (۱۲۸) مری نہ تھان نہ (م)
بی اگر پہلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر صحت میں
اس حدیث کے تحت جس میں بی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
یہیون الاثر کی یہ عبارت اور وہ جو عنقریب ذکر کی جائیگی
ان دونوں میں معاصرین نے نقل کیا ہے (۲۸) مر (ت)

ملہ فتح القدر باب الامتہ
مقدمہ ابن الصلاح النزاع الثانی والعشرون معرفۃ المقلوب
مطبوعہ مکتبہ نوریہ دہلی سکھ
۳۰۳/۱
۴۹
مقدمہ سید شریف
مجلۃ المحلی شرح منیۃ المصلی
۵۰۰ اذکار المتعبدین کا م سید الاکابر فصل قال العلماء
مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت ص ۷
۷۰ کتاب العلم لابن عبد البر
۸۰ شرح النزاع فی مواہب اللدنیۃ المقدمہ الاولی ذکر بضائع علی الترتیب
مطبوعہ دار مصر ۱۶۲/۱

لا یخفی ان السیر تجمیع الصحیحہ والمستقیم و
الضعیف والبیلاخ والمرسل والمنقطع و
المعطل دون الموضوع وقد قال الامام احمد
وغیره من الاغنیة اذا مر بساقی الحدیث و
احرم شد و تا و اداریا فی الفضائل
ونحوها قسما هلا۔

واضح رہے کہ اصحاب سیر برہمہ کی روایات جمع کرتے
ہیں صحیح، صحیح، ضعیف، بیلاخ، مرسل، منقطع
اور معطل وغیرہ، لیکن موضوع روایت دکر نہیں کرتے۔
امام احمد اور دیگر محدثین کا قول ہے کہ جب بحر حلال و
حرام کے بارے میں احادیث روایت کرتے ہیں تو شدت
کرتے ہیں اور جب ہم فضائل وغیرہ کے بارے میں روایات
لائے ہیں تو ان میں نرمی برتتے ہیں۔ (ت)

شیخ محقق مرویاً بعد الحقیقت و ملوی قدس سرہ التوی شرح مرطہ مستقیم میں فرماتے ہیں،
گفتہ اند کہ اگر ضعف حدیث بحیث سوائے حفظ بعض روایات
یا اثر یا تدریس بردہ او جود صدق و دیانت منجر میگرد
بتعدد طرق و اگر از جهت تمام کذب راوی باشد یا
شد و یا بخلت او حفظ و ضبط یا بقرت ضعف مثل
فحش خطا اگرچہ تعدد طرق داشته باشد بجز کرد و
حدیث محکم یا ضعف باشد و در فضائل اعمال مشمول
حدیث ضعیف یا ضعیف کا ہی حکم ہوگا اور فضائل اعمال میں
سے (ت)

ثانیاً کہی کا نہایت شدیدہ الضعف ہونا کہے نہیں معلوم اس کے بعد ہر ایک کتاب و تاریخ کا درجہ
تقریباً شان نے اسے متروک مکتوب الی، مکتوب تک کیا کذبہ اس حیثان والجود جانی و قال لحدیثی ترکہ بیحی
و ابن مہدی و قال الحدیثی و جماعۃ متروکہ (ابن حبان اور رحمانی نے اسے جہلاً قرار دیا ہے بخاری
کتبے میں کہ اسے یحییٰ اور ابن مہدی نے ترک کر دیا، دارقطنی اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ شدت لاجرم
عاطف نے تقریب میں فرمایا متهم بالکذب و وہی بالرفق (اس پر کذب کا اہتمام ہے اور اسے رد فعل کی

ماہ انسان النیرن نکتۃ الکتاب مطبوعہ معیضۃ البانی مصر ۳/۱
شدت شرح مرطہ مستقیم و باچہ شرح سفر السعادت حکمتہ قوریہ رضویہ سکھ ص ۱۲
شدت تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن السائب بن بشر الکلبی مطبوعہ دار نشر المکتب الاسلامیہ گجرانوالہ ص ۲۹۸

عرفت فسرہ کیا گیا ہے۔ ت، با انہر عاثر کتب سیر و تفسیر اس کی اور اس کی امثال کی روایات سے مالا مال ہیں
علامتہ دین، ان امور میں انہیں بڑا فائدہ ملتا ہے، نیز ان میں ہے،

قال ابن عدی وقد حدث عن النکلی سفین
و شعبة و جماعة و مرثیہ فی التفسیر و اما
فی الحديث فحدث و صاحبہ
ابن عدی نے کہا کہ کبھی سے سفیان، شعبہ اور ایک عجمی
نے حدیث بیان کی ہے اور ان روایات کو پسند کیا ہے
جس کا اعلیٰ تفسیر کے ساتھ ہے اور حدیث سے مستند
روایات کے نزدیک مناکیر ہیں۔ (دست)

امام ابن سید الناس سیرۃ حرم الاثر میں فرماتے ہیں،

خالب مایروی عن النکلی انساب و اخبار من
احول الناس و ايام العرب و سیرہم و صاحب
یجری مجری ذلک صاحبہ کثیر من الناس
فی حملہ عن لایحمل عنہ الاحکام و حسن
حک عنہ الترحیص فی ذلک الاکام احمد
کلی سے اکثر طور پر لوگوں کے انساب و احوال، عربوں
کے شب و روز اور ان کی سیرت، سی طرح کے دیگر
معاطیات مروی ہیں جو کثرت کے ساتھ ایسے لوگوں سے
ملے لیے ہاتھ ہیں جن سے احکام نہیں لیے جاتے اور
جن لوگوں سے اس معاملہ میں اجازت منقول ہے

وہ امام احمد ہیں۔ (ت)

ملاحظہ فرمائیے (امام واقدی ہمارے علماء کے نزدیک فقہ ہیں) امام واقدی کو جو راجل اثر نے منین و پناہ کہا
جس کی تفصیل نیز ان وغیرہ کتبوں میں مسطور الاجرم تقریب میں کہا، مستور ذلک مع صفة علمہ (علم و سمعت
کے باوجود مٹو کی ہے۔ ت، اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے کما اللہ الامام المحقق
فی فتح القندیر (جیسا کہ امام محقق نے فتح القندیر میں اس کو بیان کیا ہے۔ ت، با انہر عاثر جرح شدید ماننے والا

عن حیث قال فی باب الماء الذی یجوز بہ
الوضوء عن الواحدی قال کانت بنو بصاحہ
جہاں انہوں نے تاب النہار الذی یجوز بہ الوضوء
میں واقدی سے نقل کیا کہ بغاۃ (باقی پر صفر آئندہ)

سہ میزان الاعتدالی نمبر ۵۷۴ ترجمہ محمد بن السائب النکلی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۵۵۸/۲

سہ حرم الاثر ذکر الاجوبہ جاریہ مطبوعہ دار الفیاضۃ بیروت ۲۴/۱

سہ تقریب التہذیب ترجمہ محمد بن عمر بن واقدی اسلمی مطبوعہ دار النشر المکتب الاسلامیہ کراچی ۱۳۱۱ھ

سہ فتح القندیر باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء مطبوعہ مکتبہ فوریہ رضویہ سکس ۶۹/۱

ہیں، ہمیں سیر و مفارقی و اخبار کا اہم مانتے اور سلفاً و خلفاً ان کے روایات پر عمل کر کے ہیں کہا لا یخفی علی من
طالع کتب، بقوم (جیسا کہ اس شخص پر مخفی ہیں جس نے قوم کی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ ت) میزان میں ہے
کان الی حفظہ المستفی فی الاختیار والسیور و یہ اخبار و اعمال، علم سیر و معاری، حوادث و زمانہ
المفارقی و المعادلات و ایام الناس و الفقه اور اس کی تاریخ اور علم فقر و غیرہ کے انتہائی ماہر
و حیر دلک۔
اور حافظ ہیں۔ (ت)

رابعاً ہلال بن زید بن یسار اصری مستقلی گراہن جہان نے کہا دوی عن الس مرصی اللہ تعالیٰ عنہ
اشیاء موضوعۃ (۱) انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے موضوع روایات نقل
کی ہیں۔ ت) حافظ الشان نے تقریب میں کہا حدیثک۔ باوصت، اس کے جب انہیں ہلال نے انس رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے حدیث فصیلت مستقلان روایت کی جسے حافظ ابوالفرج نے بحقیقت مذکورہ درج موضوعات کیا اس
پر حافظ الشان ہی نے وہ جواب مذکور، افادہ دہم و یا کہ حدیث فضائل اعمال کی ہے سراسر طعن ہلال کے
باعث موضوعات کہنا ٹھیک نہیں نام احمد لا طری معلوم ہے کہ احادیث فضائل میں تساہل فرماتے ہیں، اور یہ بھی افادہ
نہم میں حافظ الشان ہی کی تصریح سے گزر چکا کہ متروک ایسا شدید الضعیف ہے جس کے مدسب ستم ماضی و مضاع ہی
کا درج ہے اب یہ بات خوب محظوظ ہے کہ وہ امامستان ہی سے طعن کر رہا ہو کہ متروک کو متناشدید الضعیف

(بشیر عاصیہ صفحہ ۱۸۳)

طریق الساء الی البساتین و هذا تقوم بہ المحبة
عند ما و اوقتنا المواقف و اما عند المحالفت
فلا تنزعہ ایامہ و قال فی فصل فی التفسار
قال فی الکلام مرجع شیخ ابوالفتح الخافضی
اول کتابہ المفارقی والسیور من جعظہ و
من وثقہ و رجحہ توثیقہ و ذکر الاجوبۃ
عنا قیل فیہ آھ ۲، من (ھ)
یاں کہ ضعیف کہانی ان کی توثیق کو ترجیح دیتے ہوئے ان پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اور صحت
کے گویوں سے باتوں کو پانی دیا جا، تھا ہمارے نزدیک
حجت کے لیے یہی کافی ہے کیونکہ جرنے و افسد کی
توثیق کو ہی ہے باقی محالفت کے نزدیک حجت نہیں
کیونکہ وہ اس کی تضعیف کا قائل ہے اور
"فصل فی التفسار" میں کہا کہ "اگر ہمارے میں ہوتا ہے
شیخ ابوالفتح مافظ نے اپنی پہلی کتاب، مفارقی والسیور
میں ان روایات کو جمع کیا۔ یہ جن کی توثیق کی کوئی
پر وارد شدہ اعتراضات کے جوابات بھی ذکر کیے اور صحت

بنایا خود ہی ایسے شدید الضعف کی روایت کو دوبارہ فضائل مستحق تسابیل رکھا اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہوگی کہ
ضعف کیسا ہی شدید ہو جب تک سرحد کذب و وضع تک نہ پہنچے حافظہ اشان کے نزدیک بھی فضائل میں قابلِ زعمی
گوارائی ہے و اللہ اعلم بالصواب۔

خامساً اور سنیئے و فروع کے بعد **اینا انزلنا** پڑھنے کی حدیثوں کا ضعف نہایت قوت پر ہے، تھاموی
نے مقام حدیث میں اسے اصل محض کہا، امام حلیل ابو الیث عمر قندی نے اپنے مقاصد میں ان حدیثوں کو ذکر
فرمایا، امام اشان سے اس بار میں سوال پڑا وہی جواب فرمایا کہ فضائل اعمال میں مصافحہ پر عمل روا ہے۔
امام ابن امیر الحاج علی میں فرماتے ہیں،

قد سئل شیخنا حافظ عصره قاضی القضاة
شہاب الدین الشہید بن حجر رحمہ اللہ
تعلق من هذه الجملة ما جاء بما فيه الاخاء
امتی ذکرها الشیخ ابو الیث معہ اللہ تعالیٰ
ببرکتہ فیہیفة والعلما یتساھلون فی
ذکر الحدیث الضعیف والعیب فی قضاہ
الاعمال ولم یثبت عند شیخ عن النبی صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا من قوله ولا من فعلہ
ہمارے شیخ حافظ العصر قاضی القضاة شہاب الدین
المعروف ابن حجر رحمہ اللہ تھامے سے ان روایات کے
بار سے میں پوچھا گیا تو آپ نے یہ جواب ارشاد فرمایا
کہ وہ احادیث جن کو امام ابو الیث رحمہ اللہ تعالیٰ کی
برکت سے نسخ مطاف سے شے ذکر کیا ہے وہ ضعیف
ہیں اور علما حدیث ضعیف کے ذکر کرنے اور فضائل
احمال میں اس پر عمل کرنے میں نرمی برتتے ہیں اگرچہ
نہی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کہ کے مشعل کوئی
قول و عمل ثابت نہ ہوا (مت)

سادساً یہ حدیث کہ چاند گوارہ میں عرب کے چاند عمر کے سورج صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے باتیں
کرتا، حضور کو ہلاتا، انکشت مبدک سے جرحہ اشارہ فرماتے اسی طرف ٹھک جاتا کہ نبی نے دلائل النبوة،
امام ابن عساکر بن عبد الرحمن صاحبوفی نے کتاب المناہجین، مطیب نے تاریخ بغداد، ابن عساکر نے تاریخ دمشق
میں سیدنا عباس بن عبد المطیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی اس کا را احمد بن ابراہیم علی شریہ الضعف
پر ہے۔ میزان میں ہے امام ابو حاتم نے کہا، **احادیثہ باطلہ** تعدلہ علی کذبہ (اس کی احادیث باطلہ
اس کے کذب پر دال ہیں۔ ت) باوجود اس کے امام صاحبوفی نے فرمایا، **هذا حدیث غریب الاسناد**

ملہ علیہ النحلی شرح منیہ لمصلی

میزان الاعتدال ترجمہ ۲۸۷ احمد بن ابراہیم علی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان ۱/۸۱

والمقرضون المحضات حسن (اس حدیث کی سند بھی غریب اور متن بھی غریب ہاں شہر معجزات میں حسن ہے) اُن کے اس کلام کو امام جلال الدین سیوطی نے خواص کبریٰ ۱۰۱۱ھ احمد قسطلانی نے موبہب لدنیہ میں نقل کیا اور مقرر رکھا۔

سابعاً حدیث انک الابیض صدیق وصدیق صدیق وعدو عدو الله وكان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ميتة معه في البيت (مرغ سپید میرا خیر خواہ اور میرے دوست کا خیر خواہ) اللہ تعالیٰ کے دشمن کا دشمن ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُسے شب کو مکانِ خراب گاہِ قدس میں اپنے ساتھ رکھتے تھے، کہ ابو بکر برقی نے ابو زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، علامہ شاوی نے تفسیر میں فرمایا: باسناد قبیح کذاب (اس کی سند میں کذاب ہے)، باوصف اس کے فریاد، جدید با فعل ذلک تا سبابة بکبر حدیث میں، یا وار و ہوا تو میں باقد اُسے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مرغ سپید کو اپنی خراب گاہ میں ساتھ رکھنا مستحب ہے۔ مثالیں اس کی اگر تہنہ کیجے بکثرت لیجے و هذا لا یحیر قد بلم لفیة وفيها ذکرنا کفایة لاهل الدرایة (یہ آنری انتہا پر ہے اور جو کچھ ہم نے ذکر کر دیا وہ اہل فہم کے لیے کافی ہے۔ ت)

ثامناً احادیث واولیٰ کو ۱۰۱۱ھ و ۱۰۱۲ھ سابقہ بھی کی احادیث کے شاہِ بدل میں خصوصاً حدیث وان کان الذی حدثہ بہ کاذباً (اگرچہ جس نے اسے بیان کیا کاذب ہو۔ ت) ظاہر ہے کہ تہا بل صدق و نفع ہے مرہر ضعیف میں ماحصل توفیق زائل یا جملہ کی قصیدہ دلیل ہے اور یہی حکام و عمل قوم سے مستفاد مگر عداستان سے منقول ہوا کہ شرط عمل عدم شرت ضعف ہے نقد تلمیذہ المتخاوی وقال سمعته موارا یقول ذلک (اسے اللہ کے شاگرد نام بخاوی نے نقل کیا اور کہا کہ میں نے ان سے یہ کئی مرتبہ سنا ہے۔ ت)

اقول (بحث قبول شدہ بالضعف) یہاں شرت ضعف سے مراد میں مافظہ سے نقل مختلف سی، شامی نے فرمایا غلط ہے فرمایا امام ابن حجر نے فرمایا،

عنه في مستحبات الوضوء ۱۰۱۱ھ (شامی نے مستحبات الوضوء میں فرمایا ۱۰۱۱ھ ت)
لمع المؤلف اللبابة بحوالہ کتاب المائتین حدیث غریب الاسناد المتنبی، المکتب الاسلامی بیروت، ۱۴۲۱ھ
کتاب الموضوعات لابن الجوزی باب فی الدیک الذی فی دار الکبریوت ۴/۳
تک تفسیر شرح جامع صغیر للناوی، حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام شافعی ریاض سعویہ ۱۵۱۲
تک التفسیر شرح الجامع الصغیر حدیث مذکور کے تحت مکتبہ الامام الشافعی ریاض سعویہ ۱۵۱۲

شدیداً صعب ہو الذی لا یخلو طریق من طریقہ
عن کذاب او متهم بالکذب^۱
شدید الضعف وہ حدیث ہے جس کی اسنادوں سے کوئی
اسناد کذاب یا متهم بالکذب سے خالی نہ ہو۔
یہاں صرف انھیں دو کو شدت ضعف میں رکھی امام سیوطی نے قریب میں فرمایا حافظ نے فرمایا
انیكون الضعف غیر شدید فیہ جرح من انفرد
من کذب بین والتہمیین بالکذب ومن فحش
عظمت^۲
جرح۔ (د)

یہاں ان دو کے ساتھ فحش غلط کو بھی راجح یا نسیم الریاض میں قول البدیع سے کلام حافظ ہاں لفظ نقل کیا
انیكون الضعف غیر شدید کحدیث من الفرد من
الکذابین والتہمیین ومن فحش عظمت^۳
تہمیں سے ہوا فحش غلط جرح۔ (د)

عنت وھکذا اعتز بعض تھمیریہ وھو السودی
عبد لحن لکنوی فی طغر الاصابی الی التدریب و
بقول البدیع حیث قل الشذ للعلل بأحدث
الضعیف ثلث شروط علی ما ذکرہ السودی فی شرح
تقریب النووی والحدادی فی القول البدیع فی
العصلا علی تحبیب الشفیم وغیرہ الاول عدم
شدۃ ضعفہ حیث لا یخلو طریق من طریقہ من
کذاب او متهم بالکذب ایہ اقوال لکن مسلمہ
لصوات تدریب والقول البدیع میظہر لک ان
دفع ھینا فی السقل مہمہ تقصر شمسیم
حیث سیمہ ۱۲ سرخی نہ تہای نہ (د)

معاہرین میں سے مولوی عبد الحئی لکنوی نے تقریباً ہی
"التدریب" اور "القول البدیع" کی طرف ایسے ہی
تشریح کیا ان دونوں نے کہا کہ ضعیف حدیث پر عمل
کی میں شرطیں ہیں یہ کہ خودی نے "شرح تقریب النووی"
اور سخاوی نے "القول البدیع فی الصلاة علی حبیب
الشفیم" میں اور ان کے علاوہ دوسروں نے بھی ذکر
کی پہلی شرط یہ ہے کہ اس کا ضعف شدید ہو یا فی ذکر کے
تمام طرق کذاب یا متهم بالکذب سے خالی نہ ہوں اور
اقول ابھی بعد میں ہم آپ کو ان دونوں کتابوں کی
جارت سنائیں گے جس سے آپ کو معلوم ہو جائیگا
کہ اس نقل میں ان دونوں سے انتہائی کوتاہی سرزد
ہوئی ہے بخیر کرنا چاہئے۔ ۱۲ سرخی اللہ تعالیٰ جنت

سہ رد المحتار مستحبات الوضوء مطبوعہ مکتبۃ انبیا بی مصر ۹۵/۱
سہ تدریب ارادی شرح تقریب النووی دار نشر مکتبۃ الاسلامیہ لاہور ۲۹۸/۱
سہ نسیم اریاض شرح لسانہ مکتبۃ دار الفکر بیروت ۳۳/۱

یہاں کا فائدہ نے زیادہ توسیع کا پتہ دیا، تھوڑا سا اول پر اہل سہل و قریب ہے کہ ایک جماعت علماء حدیث کے راہین و متبعین پر طلاق وضع کرتے ہیں تو غیر موضوع سے انھیں خارج کر سکتے ہیں مثلاً فی تقریبات و مسائلات جہور و علی و خوار و اہم الشان سے بعید و رثا شت بظاہر و البعد سے ہم ابھی روشن بیان سے واضح کر چکے ہیں کہ خود حافظ نے متروک شدہ الضعف راوی موضوعات کی حدیث کو بھی فضائل میں محفل رکھا مگر بحمد اللہ تعالیٰ ہمارا مطلب ہر قول پر حاصل ہم افادات سے بقیہ میں مبرزین کرتے ہیں کہ تخیل ابہاس میں کی حدیثیں سرگزشت ضعیفہ سے پاک و منترہ ہیں ان پر صرف الفاظ یا جماعت راہی سے طعن کیا گیا یہ ہیں بلکہ تضعیف قریب و ضعف شدید و الحمد للہ الحق المجید هذا (اسے یاد رکھو۔ ت) اور مجھے یاد آ رہا ہے کہ میں نے اس مقام پر فتح مہیث کے حاشیہ میں ایسی گفتگو کی ہے جو اس مقام پر مناسب ہے میں اتمام مقصد کی خاطر اس کا یہاں ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ پہلے میں وہ ذکر کروں گا جو لاء شامی نے طحاوی سے اور انہوں نے ابن حجر سے نقل کیا ہے پھر اسے مزید قوی کروں گا علماء کے اطلاق سے پھر میرا قول یہ ہے ا

و من يتبع كبت هه على هامش متن الحديث،
كلاماً يتعلق بالمقام احببت ايرادہ اسماءنا
للزماء، فذكرت اولاً ما عن الشافعي عن الخطاطي
عن ابي جعفر ثم ابدتہ باطلاق العلما، ثم
اروت ما عن المصنف عن الخطاطي عن المصنف
ثم قلت ما نصه۔

سے پھر وہ نقل کروں گا جو نسیم نے طحاوی سے، ہوں کے حافظ سے نقل کیا۔ پھر میرا قول یہ ہے ا

اقول و هذا الكتاب من مخالفت لا طلاق
ما صرح من الشافعي عن العلما، قاطبة، و لا تحديد
ما صرح من الخطاطي عن شيوخ الاسلام
نفسه لكن يظهر في هذه المخالفة عن
كلامي شيخ الاسلام بأنه هوذا ذكر المتفرد
و فيما سبق قال لا يخلو طريق من طرقه، فيكون
الماضيل امن شديد المصنف بغير الكذب
و التهمة لا يقبل عنده في الفصل هي التفرقة
اما اذا كثرت طرقه فمن يبلد درجة يسير
المصنف في خصوص قوله في الفصل، بخلاف
شديد المصنف بالكذب و التهمة فامره
وامر كثر طرقه الحق لا تقو به بان و يخلو

اقول میں کہتیں معلوم ہے یہ بات حلالہ
قوی کے نقل کردہ تمام علماء کے اطلاق اور خود
شیخ الاسلام سے امام طحاوی کی کڑی شہرت نقل کردہ تقریریں
کے خلاف ہے۔ لیکن شیخ الاسلام کی دونوں کلاموں
میں مخالفت کو ختم کرنے کی وجہ مجھ پر ظاہر ہو رہی ہے وہ
یہ کہ یہاں انہوں نے راوی کے تفرقہ کی بات دی ہے اور
پہلے انہوں نے کہا ہے کہ فرق میں سے کوئی طریق بھی
(کتاب و متہم سے) خالی نہ ہو، پس حاصل یہ ہوا کہ
کذب و تہمت کے بغیر شدید ضعف ہو قرآن کے ہاں
تفرقہ کی صورت میں فضائل میں قابل قول نہیں، بلکہ
جب وہ کثرت طرق سے مروی ہو تو اس صورت میں
وہ شدید ضعف سے خفیہ ضعف کے درجہ میں

شئ منه من كذاب او متهم لا يصلح نقل الحديث، ولا يصلح به في القضايا، وهذا هو الذي يعطيه حلاله السخاوى فيما مر حيث جعل قبول ما فيه ضعف شديد مطلقا ولو بغير كذب في باب العصائل موقوفا على كثرة الطرق، لكنه يحالعه في خصلة واحدة، وهو حكمه بالقبول بكثرة الطرق الصغرى بالكدب ايضا حكما تقدم، وهو كما ترى مخالفت لمصريح ما نقل من شيخ الاسلام، وعلى هذا يرفع مخالفة نقل شيخ الاسلام عن العلماء جميعا لنقل الامام النووي عنهم كافة، فانهم لم يشرهوا للقبول في انفصائل في شدة الضعف كثرة الطرق ولا غير هاسوى ان لا يكون موضوعا، فمصرح يعطيه كلامهم قبول ما اشتد ضعفه لغنى وحش خلط، مثلا وان تعدد ولم يكسر طرقة، فاهم، وتأمل ما ان المقام مقام حواء وزلى، والله المسئول لكشف الحجاب، وابانة المصواب اليسر المرجع واليه البأساء، ما ردت نقله مما حلقته على الها مش.

کمال میں اس اب وہ صرف فضائل میں مقبول ہو جائیگی اس کے برخلاف جو کذب اور تمہت کی وجہ سے شدید ضعف والی ہو تو پیشتر بحث طرق کے وجود وہ مقبولیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی اور یہی فضائل میں قابل عمل ہو سکتی ہے کیونکہ اس کے برعکس ہیں کوئی نہ کوئی کذب اور تمہت ضرور ہوتا ہے۔ یہی بات علامہ سخاوی کے گزشتہ کلام سے حاصل ہوتی ہے جہاں انہوں نے شدید ضعف والی حدیث کے فضائل میں مقبول ہونے کو کثرت طرق پر موقوف کیا وہاں شدت ضعف مطلق راو ہے خواہ وہ کذب کے علاوہ ہی ہو۔ لیکن یہ بات ان کو ایسا ہوگا آنسے آئے گی۔ جہاں انہوں نے ضعف بالکتاب پر بھی کثرت طرق کی بنا پر مقبول ہونے کا حکم کیا ہے جیسا در را ہے علامہ میں معلوم ہے کہ یہ بات شیخ الاسلام سے نقل کردہ کے صراحت خلاف ہے، بہر صورت شیخ الاسلام کا تمام علماء سے نقل کردہ موقوف اور امام نووی کا نقل کردہ انہی تمام علماء کا موقوف مختلف ہے یہ اختلاف موقوف نہیں ہو سکتا، کیونکہ علامہ نے فضائل میں شدید ضعف والی حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت طرق وغیرہ کی شرط نہیں لگائی صرف یہ کہ جبہ کہ وہ موضوع نہ ہو، ان کے کلام کا صریح ما حاصل یہ ہے کہ کثرت طرق یا فقر غلطی کہ بنا پر جس حدیث کا ضعف شدید ہو خواہ اس کا راوی متعدد ہی کیوں نہ ہو، اس حدیث کے طرق کثیر بھی نہ ہوں تب بھی یہ حدیث (فضائل میں) مقبول ہے، خود تا کلی کرد، کیونکہ یہ مقام سختی ہے اور غلط فہمی پیدا کر سکتا ہے، پردوں کو ٹکراتے اور درست کو غلط کرنے کا سہارا صرف اندھ تان سے ہے اس کی طرف لوٹا ہے اور وہی جاسے بنا ہے فتح الغیث کے ماسخیر میں سے جو جس نقل کو اپنا حق وہ مقرر ہوا۔

اگر اعتراض کے طور پر یہ کہے کہ امام شیخ الاسلام

فان قلت هذا قيد تراشد اصاده

امام علیہ السلام اطلاقاً علیہم علیہ دفعاً
للتجالیات من التعلیل قلت نعم
نولا انت ما ذکرنا من الدلیل علیہ
لا یلائم سریان التعلیل علیہ ، وکیف
نصر ، ما نشاء ہم یقولون یرون شدۃ
الصعب ثم یقولون ، وبالجملة فالاطلاق هو
الادق بالدلیل والالصق بقوۃ الدلیل الخلیل
فوائد ۱ یكون علیہ التعلیل والعلم بالحق
عند الملک الجلیل .

کے بیان میں ایک زائد قید ہے جس پر علماء کے اطلاق
کو محمول کیا جا سکتا ہے اس سے دو نقل کردہ کلام میں
اختلاف قائم ہو سکتا ہے قلت (تو میں جواباً کہتا ہوں ہاں
اگر علماء کے ذکر کردہ پر کوئی دلیل نہ ہو تب بھی ان کے کلام
کو اس قید سے خاص کرنا ممکن نہیں کیونکہ یہ ان کا کلام
ہی نہیں ہے بلکہ وہ شدہ یہ ضعف پا کر بھی قبول کر سکتے ہیں
عمل پر اہم جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ
(شدہ یہ ضعیف حدیث کو قبول کرنے کے لیے کثرت طرق
کی قید نہ لگانا دلیل کے زیادہ موافق اور قواسمہ
شرعیات کے زیادہ مناسب ہے ، ہماری خواہش ہے کہ یہی قابل اعتماد جو اہل حق کا علم اللہ جل جلالہ کے
ہاں ہے ۔ (ت)

فائدة جلیلة (فائدة حلیة)

فی احکام افواج الضعیف والحدیث الضعیف ، هذا
الذی شرت ید من کلام الصحابة والاشیاء المتقدمة
هو قوله مع منتهی فی بیان الحسن ، انت
یکسب ضعف الحدیث لکذب او شدۃ ما انت
خالف من هو احفظ ، اکثر اقوی الضعف نیز عفا
فلم یحبر ، لکثرت طرقہ لکن کثرة طرقہ یرتفع
عن مرتبة الحسن وہ النکرات مرتبة الضعیف
الذی یجوز الصل ید فی الفصائل و ما بها
تکون تلك الطرق الراهية بمسئلة الطریق
القی میما ضعف یسیر تحقیق فوفرض محقق
ذلت الحدیث باسنادیه ضعف یسیر کان مرتباً
بها فی مرتبة الحسن ففیة مکتوباً ۔

قائدہ جلیلہ (ضمیمہ حدیث کے احکام اقسام اور
اہل کی روایات کے بیان میں) امام سخاوی کے جس کثرت کلام
کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ پنج تہا حدیث حسن کے
بارہ میں ہے کہ حدیث کا ضعف کذب یا شدہ
یعنی وہ حدیث احضار راوی یا کثیر رواۃ کی روایت کے
خلاف ہو ، یا یہ ضعف قوی ہو جو ان دونوں کے کذب
اور شدہ ، کے علاوہ کسی اور وجہ سے پیدا ہوا ہو ،
یہ ضعف کثرت طرق سے بھی غیر نہیں ہو سکتا ، کیونکہ
کثرت طرق کی بنا پر حدیث مردود منکر کے مرتبہ سے ترقی
کر کے ایسے ضعف کے مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے جس سے
فضائل میں عمل کے لیے مقبول ہو جاتی ہے اور کبھی
ایسا بھی ہوتا ہے کہ حدیث کے سند و کثرہ طرق ایک

معمول کرد طریقہ جیسے ہوتے ہیں کہ اگر وہ حدیث کئی معمولی ضعف والی سند کے ساتھ مروی فرض کر لی جائے تو یہ درجہ حسن وغیرہ پر فائز ہو جاتی ہے، مطلقاً۔ (ت)

وراشئنی علقۃ علیہ ہھنا مانصبہ
اقول حاصل ماقتصر وتحرر ہھنا مع
خیادات نفیۃ منا ان الموضوع لا یوصل
لشیء اصلاً ولا یلتزم جرحہ ابدالاً وکثرت
طرقہ ما کثرت، فان زیادة الشر لا یزید
الشیء الا شراً، والضعف الموضوع کالمعدوم و
المعدوم لا یقوی ولا یشکی، ومنہ عند جمع
منہم شیخ الاسلام عا جہاد بروایۃ الکذا بین
وعند آخرین منہم خاتم الحفاظ ماتی من
طریق المتهمین، و سؤہما السخا و
بشیدہ الضعف الا ان لہا یہ ان التوضیح
لا یثبت الا بالقرائن المقررة ان تغیر بہ
کذاب او وضع کما نص علیہ فی هذا الکتاب،
وہو عندی مذهب قوی اقرب الی الصواب،
اما الضعف بقیر الکذب والتمہۃ من ضعف
شدید مخرجہ لہ عن حیز الاعتبار کفحش
قسط الراوی فیہ العمل بہ فی الفضائل علی
ما یعطیہ کلام عامۃ الصلحاء، و ہوا لا تعد
بقضیۃ الدلیل والمقاعد، لا عند شیخ
الاسلام علی احدی الروایات عنہ و مع
تبعہ کالسخا و الا اذا کثرت طرقہ الساقطۃ
عن درجۃ الاعتبار فہو یکون مجموعہا
کطریق واحد صالح لہ فیعمل بہا فی الفضائل

اور مجھے یاد ہے کہ میں نے اس کے اس مقام
پر حاشیہ لکھا ہے جو یہ ہے اقول ہماری زائد اباحت
کے ساتھ جو یہاں ثابت اور واضح ہو چکا ہے اس کا
حاصل یہ ہے کہ موضوع حدیث کسی طرح کارآمد نہیں ہے
اور کثرت طرق کے باوجود اس کا عیب ختم نہیں ہو سکتا
کیونکہ شرک زیادتی سے شرفزید بڑھتا ہے، نیز موضوعات
معدوم چیز کی طرح ہے اور معدوم چیز نہ قوی ہو سکتی
ہے اور نہ قوی بنائی جاسکتی ہے، موضوع کی ایک قسم
وہ ہے جس کو ایک جماعت نے جس میں شیخ الاسلام
بھی ہیں نے بیان کیا ہے، وہ یہ کہ جس کو کذاب لوگ
روایت کریں، اور ایک دوسری جماعت جس میں سے
”خاتم الحفاظ“ بھی ہیں نے بیان کیا ہے کہ ”موضوع“
وہ ہے جس کو متعمد بالکذب روایت کریں۔ امام بخاری
نے ان دونوں بیان کردہ قسموں کو ”مشدہ الضعف“
کے مساوی قرار دیا ہے، جس کو عنقریب بیان کریں گے،
امام بخاری کا خیال ہے کہ موضوع کی پہچان مقررہ قرائن ہی
سے ہوتی ہے جیسا کہ روایت کرنے والا کذاب یا
وضع اس روایت میں متقدم ہو، جیسا کہ امام بخاری
نے اس کتاب میں بیان کیا ہے میرے نزدیک یہی
ترقی قوی اور اقرب الی الصواب ہے، مگر کذب اور
تمت کذب کے بغیر کوئی بھی شدید ضعف جس کی بنا پر
حدیث درجہ اعتبار سے خارج ہو جاتی ہے مثلاً راوی
کی انتہائی غش غلطی ہو، ضعیف کی یہ قسم فضائل میں

کا رد ہو سکتی ہے جیسا کہ عام علماء کے کلام سے حاصل ہے اور یہی موقف دلیل و قواعد سے مطابقت رکھتا ہے، مگر شیخ الاسلام سے ایک روایت میں اور امام سخاوی کی طرہ ان کے پیروکار حضرات کے ہاں یہ قسم فضائی میں معتبر نہیں ہے تاؤتھیکہ اس کے کز و در طرق کثیر نہ ہوں اس پر طرق کثیر ہوں قرآن سب کے مجموعہ کو وہ ایک طریقہ صالحہ کے مساوی قرار دے کر فضائی میں قابلِ عمل قرار دیتے ہیں، تاہم اس قسم کی ضعیف حدیث کو احکام کے لیے حجت قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی یہ درجہ حسن لغویہ کو پاسکتی ہے۔ ہاں اگر ان متعدد طرق کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے صالح طریق سے اس کی کمزوری ازال ہو جائے تو وہ بات ہے، کیونکہ کمزور متعدد طرق اور ایک صالح طریق کی بنا پر وہ حدیث دو ایسی ضعیف

ولكن لا يثبت بها في الاحكام ولا تبلغ بذلك درجة الحسن لغيره الا اذا التجمعت مع ذلك بطريق اخرى سالحة للاعتبار فان مجموع ذلك يكون كحديثين ضعيفين صالحين .
ماضدين فمع ترفق الى الحسن لغيره فتصير حجة في الاحكام ، اما مطلقا على ما هو ظاهر كلام المصنف اعني المراق او بشرط تعدد الجاهلات الصالحات الباقية مع هذه الطرق القاصرة المتكثرة القائمة مقام صالح واحد .
حد اكثر في المسائل على ما فهمد السخاوي من كلام النووي وغيره الواقعة فيه لفظ اكثر من مرارة فافيه مؤيد بكلام شيخه .
اسلام في المنه والنجبة المتكثرتين

ان کے الفاظ یہ ہیں، جب راوی سوہ حفظ کا ساتھ معتبر راوی بن جائے جو اس سے اوپر ہو یا اس کی مثل اس سے کم نہ ہو اور اسی طرح وہ مختلف جو اہتمام نہیں کرتا مستور استاد مثل اور اسی طرح دس جبکہ مختلف مذکور ہو جائے تو ان کی حدیث حسن ہو جائے گی ہاں لذا تم نہیں بلکہ باعتبار المجموع ہوگی کیونکہ ہر ایک ان میں سے (یعنی سوہ حفظ اور مختلف) کا ذکر ہوا (ان) برابر احتمال رکھتا ہے کہ اس کی حدیث صحیح ہو یا غیر صحیح، پس جب معتبر راویوں میں کسی ایک کو مافی روایت آجائے تو ذکر وہ دونوں احتمالوں میں سے ایک کو ترجیح حاصل ہو جائے گی اور (باقی اگلے صفحہ پر)

عہہ حیث قال متى تدرى الحق الحفظ بمعتبر كان يكون فوقه او مثله لا وونه وكذا المختلط الذى لا يشهدوا المستور والاشاد الذين كذا الذين لا يعرفون الصحتة منه صار يقيم حسنا لانه انه بل وصفه بذلك باعتبار المجموع لانه كل واحد منهم (ان) ممن ذكر من الحق الحفظ والمختلط (ان) با احتمال كون مروايت صوابا او غير صواب على حد سواء فاذا اجادت من المعتبرين مرواية موافقة لاحدهم صحيح احد المجانبين من الاحتمالين المذكورين ودلى ذلك على ان الحديث محفوظ

حدیثوں کی طرح ہی باقی جو آپس میں مل کر تقویت کا باعث بن جاتی ہیں اور وہ ضعیف حدیث حسن فقیرہ کے مرتبہ کو پہنچ کر احکام میں بہت بن جاتی ہے، اب یہ اختلاف اپنی جگہ پر ہے کہ حرف اسی قدر سے مقبول ہے جیسا کہ مصنف یعنی علامہ عراقی کے کلام سے عیاں ہے یا بطریق یہ متعدد صالح طرق جن کی بنا پر کزوری زائلی ہو سکے ان متعدد صالح وجوہ اور کزور طرق، جو ایک صالح طریق کے مساوی ہیں، کی کثرت طرق صالحہ بن جاتے ہیں جیسا کہ امام بخاری نے امام نووی وغیرہ کے کلام سے لکھا جن میں کثرت استعمال ہوا ہے، باوجودیکہ ہمارا اس میں اختلاف ہے جو کہ شیخ الاسلام کے اس کلام سے مرید ہے

بوحدة الخبر مع جواز انتكون المكثرة في كلام
النووي بحيثى مطلق التعدد، وهو لا يوافق بما
رأيناه من صنيعهم في غير مقامه والضعيف
بالضعف لا يبرأ حتى ما لم يزل من محل الاعتناء
يصل به في الفضائل وحده، وان لم يوجب
فان انجبر ولو بواحد مما حسننا تغييره، و
احتج به في الاحكام على تفصيل وصفنا ذلك
في الجابر، فلهذا هي انواع الضعيف، اما
الذي لا نقص فيه من درجة الصحيح الا
المقصود في ضبط المرادى غير بالغ الى درجة الغفلة
فهو الحسن لانه المحتج به وحده حتى في

www.alukah.net/burk.org

(بقیہ ما شیخ صفیر غزشتہ)

یہ بات دلائل کی ہے کہ یہ حدیث محفوظ ہے اور درجہ وقعت کے
درجہ قبول پر غور ہو گئی ہے اور دائرہ علم، ذرا غور کرو
حق میں بعض ایک معتبر کے ساتھ اور شرع میں کئی افراد کے
ساتھ ملاقت و دوست پر گفتگو کیے کیا اور اسے قبول کا درجہ
دیا ہے اور یہاں قبول سے مراد احکام میں قبولیت مراد
ہے کہ نگار انہوں نے حدیث ضعیف کو صالح لا اعتبار و
الرو کیا ہے کیونکہ حدیث ضعیف فضائل میں غالباً جامع
مقبول ہے، خواہ اس کے ساتھ کوئی دوسری روایت
نہ ہو اور میرے لیے یہ ظاہر ہوا کہ درجہ ای دونوں عراقی ائمہ
شیخ الاسلام کے ساتھ ہے، اس کی بنا پر جو تہمت میں
ان دونوں کی دلیل بیان کی گئی ہے یہ نفع الغیث پر
میری اعلیٰ سے منقول ہے ۱۲ اندر غرضی ائمہ اعلیٰ (ت)

فارتقى من درجة التوقف الى درجة القبول و
الله اعلم اه وانظر كيف اجتزى في المعنى بتوحيد
معتبر وفي التشرع بافراد رواية وحكم بالارتقاء
الى درجة القبول وما المراد به ههنا الا القبول
في الاحكام فانه جعل الضعيف صالحا لا اعتبار
بالتعدد مع انه مقبول في الفضائل بالاجتماع
ويظهر ان المرجح معهما اعني العسراقي و
شيخ الاسلام لما بين في المنتهى حسن
الدليل لهما منقولاً مما سألته على فتح
الغيث ۱۲ اندر غرضی ائمہ اعلیٰ (ت)

الاحکام ، و هذا اذا كان معه مثله ولو واحد
صاحب حصص الفيرة او دونه مبايعة فلا
يكثرة انتفى ما كتبت بتلخيص -

مکتب میں (گرام نو دی کے کلام میں لغو کثرت سے مطلق ، تعدد سہاوری احتمال کی مدت کے زیادہ قریب ہے
جیسا کہ ہم نے متعدد جگہ استعمال پایا ہے اور ضعیف کی ایسی قسم میں میں معمولی ضعف ہو یعنی جس سے بعد اعتبار ساقط
نہ ہو یہ فضائل میں تنہا معتبر ہے خواہ کوئی مزید بھی نہ ہو اور اگر کوئی ایک ایسا مزید پایا جائے جو اس کے ضعف کو زائل کر دے
تو یہ حسن لغیرہ بن جاتی ہے اور اس کو احکام میں حجت قرار دیا جائے گا جس کی تفصیل ہم نے کمزوری کو زائل کرنے والے
اور میں بیان کر دی ہے ۔ یہ تمام ضعیف کی افواہ ہیں ۔ اگر صحیح حدیث کے شرائط میں ماسوائے ضبط راوی کی کمزوری کے
اور کوئی کمزوری نہ ہو تو یہ حدیث "حسن لذاتہ" ہوگی بشرطیکہ ضبط راوی کی یہ کمزوری غفلت کے وجہ تک نہ پہنچی ہو اور یہ
"حسن لذاتہ" و اور حدیث بھی احکام کے لیے حجت ہو سکتی ہے اگر حسن لذاتہ کے ساتھ اس کی ہم مثل ایک بھی مل جائے
تو یہ حدیث "صحیح لغیرہ" بن جاتی ہے اور اگر اس سے کم درجہ کی کوئی مزید اس سے مل جائے تو صحیح لغیرہ نہ بنے گی
تا وہ حدیث اس سے کم درجہ کی متعدد روایات جمع نہ ہو جائیں میری بھی ہوتی قلیل ختم ہوتی ، غفلت ۔ (ت)

یہ چند جگہ لو بجا دل پر نش کر لینے کے ہیں کہ بعض اوقات اس تحریر نویس کے ساتھ شاید اور جگہ نہ ملیں ، و
باللہ التوفیق ولہ الحمد الحمد للہ القادر القوی علہ ما علہ وصلی اللہ تعالیٰ علی اہل تہا و نساءہم اضعیف و
الہ وسلم و قول ضعیف فی فضائل الاعمال کا مسئلہ جلیلہ ابتدائاً مسودہ فقیر میں صرف دو افادہ مختصر میں میں منقول
مقدار تھا اب کہ ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۱۳ھ میں رسالہ نبوتہ تباہی میں چھپنا شروع ہو گیا اثنائے تبیین میں
بارگاہ مفیض علوم و نعم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بکمال تہا تہا نے خاص جلیلہ کا اضافہ ہوا افادہ شانزدہم سے یہاں
تک آٹھ افادات تہا اسی مسئلہ کی تحقیق میں تہا تہا نے حکم روکنے روکنے اتنے اوراق اٹھا ہوئے ، امید کی جاتی
ہے کہ اس مسئلہ کی ایسی تفصیل جلیل و تفصیل جلیل اس تحریر کے ہر اکھیں نہ ملے ، مناسب ہے کہ یہ افادے اس مسئلہ
خاص میں جدا رسالہ قرار دیے جائیں اور مجاہد تاریخ التہاد الکاف فی حکم الضعافات (ضعیف
حدیثوں کے حکم میں کافی ہدایت ۔) لقب پائیں و باللہ التوفیق ولہ العنة علی ما شرک من نعم تحقیق
ما کان لعمش و عشرہا نلیق و الصلاة والسلام علی العجیب انکریہ و آلہ و صحبہ و سلم

عہ منقول علی بالام سے بھی ضفت یا فصیح کلام میں شایع و ذالین ہے یوم التوفیق یوم التہاد و کبیر التہاد الی غیرہ ذلک
امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب ہے اسکات الشاف فی تخریج احادیث انکشاف ۱۲ منہ (۴)